﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿.....اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿.....عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

الفضل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 22 | جمعۃ المبارک 04 دسمبر 2015ء | 21/صفر 1437 ہجری قمری ❁ 04/فتح 1394 ہجری شمسی | شمارہ 49

ظاہر و باطن کے لئے دعا

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا سکھائی۔

اے اللہ! میرا باطن میرے ظاہر سے اچھا کردے اور میرا ظاہر نیک بنادے۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے دنیا میں تیری عطاؤں میں سے ایسے نیک اہل وعیال اور پاک مال مانگتا ہوں جو نہ خود گمراہ ہوں اور نہ دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہوں۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب دعا یوم عرفة حدیث نمبر 3510)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ہالینڈ و جرمنی 2015ء

ہالینڈ سے فرینکفرٹ (جرمنی) کے لئے روانگی۔ Nordhorn (جرمنی) میں حضور انور ایدہ اللہ کا ورود مسعود اور والہانہ استقبال۔

Nordhorn جرمنی میں 'مسجد صادق' کے سنگ بنیاد کی مبارک تقریب۔ ڈپٹی کمشنر اور شہر کے میئر کے ایڈریسز۔ مسجد کی تعمیر پر نیک تمناؤں کا اظہار اور جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور خدمت انسانیت کے کاموں پر خراج تحسین۔ تقریب میں یکصد سے زائد مہمانوں کی شمولیت۔

❁..... جب جماعت احمدیہ مسجد بناتی ہے تو اس سوچ کے ساتھ کہ ہم نے اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ جس طرح تحفظ ہمیں اپنے لئے چاہئے، جس طرح سکون اور امن ہمیں اپنے لئے چاہئے وہی سکون اور امن ہم نے اپنے ماحول کو بھی مہیا کرنا ہے۔ ❁..... یہ مسجد جو انشاء اللہ تعالیٰ بن رہی ہے یہ اس سوچ کے ساتھ بن رہی ہے کہ جہاں یہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے عبادت گاہ ہے، جمع ہو کر اکٹھے ہو کر خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کی جگہ ہے، وہاں یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنے والی بھی ہے۔ اپنے ہمسایوں کے حق ادا کرنے والی بھی ہے۔ ❁..... انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد بنے گی تو اس کی خوبصورتی اور جماعت کے افراد کی خوبصورتی، ان کی خدمت کا جذبہ اور ان کا امن اور محبت اور پیار کا پیغام یہاں مزید پہلے سے بڑھ کر پھیلے گا۔

(''مسجد صادق'' Nordhorn کے سنگ بنیاد کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

تقریب سنگ بنیاد کے بعد ٹی وی اور ریڈیو کے نمائندگان کا حضور انور ایدہ اللہ سے انٹرویو۔ بیت السبوح (فرینکفرٹ) میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

❁..... آپ کے خلیفہ سے ملاقات میرے بیان سے باہر ہے۔ ان کی آنکھوں کی طرف دیکھنا بہت ہی زیادہ عجیب تھا۔ میں نے ان کی آنکھوں میں ایک روشن tunnel دیکھی اور مجھے محسوس ہوا کہ میں خدا تعالیٰ کو محسوس کر رہی ہوں۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص خدا کا خاص بندہ اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ ❁..... احمدیوں کی خلیفہ سے محبت سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ حضور امن کے پیامبر ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں امن کی اہمیت، محبت، رحم اور اتفاق پر بہت اچھے طریق پر زور دیا۔ خلیفہ کی آواز نہایت سکون بخش ہے۔ ❁..... خلیفہ کی تقریر سے مجھے اسلام پر زیادہ تحقیق کرنے کا شوق ہوا ہے۔ انہوں نے ہمیں اسلام کی حقیقت کا بتایا۔ ❁..... اسلام کے بارہ میں تمام سوالات یا خوف جو کسی انسان کو ہو سکتے ہیں خلیفۃ المسیح کے خطاب سے دُور ہو جاتے ہیں۔

(''مسجد صادق'' Nordhorn کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کے تأثرات)

پریس اور میڈیا میں خبریں۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ خطبہ جمعہ۔ تقریباتِ آمین

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

13/اکتوبر 2015ء بروز منگل

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر 45 منٹ پر بیت النور تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح قریباً پونے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور بذریعہ سائیکل سیر کے لئے نن سپیٹ (Nunspeet) کے مضافاتی جنگل کو روانگی ہوئی۔ اپنے پیارے آقا کے ہمراہ پچیس سے تیس خدام تھے۔ جنگل کے درمیان مختلف راستوں اور ٹریک سے گزرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جھیل پر تشریف لے آئے اور یہاں پر کچھ دیر کے لئے رُکے اور چہل قدمی فرمائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آٹھ بج کر 45 منٹ پر واپس تشریف لے آئے۔

ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور دفتری ڈاک، رپورٹس اور احباب جماعت کی طرف سے موصول ہونے والے خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات عطا فرمائیں۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن نے دفتری ملاقات کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض انتظامی امور کے بارہ میں ہدایات عطا فرمائیں۔ بعد ازاں مکرم ہبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ نے بھی حضور انور سے ملاقات کی۔ حضور انور نے مختلف امور کے حوالہ سے دریافت فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بلاک اے (A) کی دوسری منزل پر واقع مکرم سفیر احمد صدیقی صاحب مبلغ نن سپیٹ (ہالینڈ) کی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ یہاں قریباً 35 منٹ قیام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ یہاں گھر میں قیام کے دوران بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مبلغ سلسلہ سفیر احمد صدیقی صاحب کو تبلیغ، تربیت، پبلک ریلیشن، پریس اور میڈیا سے رابطوں کے حوالہ سے ہدایات سے نوازا اور رہنمائی فرمائی۔

بعد ازاں سات بج کر 45 منٹ پر حضور انور

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب اپنے دفتر تشریف لائے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار اور مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن کو طلب فرمایا اور مختلف امور کے حوالہ سے ہدایات عطا فرمائیں۔

بعد ازاں آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

ہالینڈ میں جماعت کے مراکز

ہالینڈ میں جماعت کے دو مراکز مسجد مبارک (Den Haag) اور بیت النور (Nunspeet) کا ذکر گزشتہ رپورٹس میں ہو چکا ہے۔ اب یہاں ایک تیسرے مرکز کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جماعت کا یہ تیسرا مرکز ''بیت المحمود'' ایمسٹرڈم (Amsterdam) میں واقع ہے۔ اس کا کُل رقبہ دس ہزار مربع میٹر ہے اور یہ سال 2008ء میں 9 لاکھ 80 ہزار یورو کی قیمت میں خریدا گیا تھا۔ یہ قطعہ زمین ایمسٹرڈم شہر کے کنارے، ایمسٹرڈم سے Volendam شہر کی طرف جانے والی مین روڈ Ring-10 پر واقع ہے۔ اس قطعہ زمین میں تین بیڈروم اور ایک وسیع ڈرائنگ روم اور کچن اور باتھ روم کی سہولت پر مشتمل مکان بنا ہوا ہے جس کا علیحدہ خوبصورت لان ہے۔ اس رہائشی عمارت سے ملحق ایک ہال ہے جس کے ایک حصہ کو مردوں کے نماز پڑھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جبکہ ایک حصہ کو بطور جماعتی کچن استعمال میں لایا گیا ہے۔ کچھ فاصلہ پر ایک اور ہال بنا ہوا ہے جو خواتین کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

مین گیٹ سے اندر آتے ہوئے بائیں طرف ایک چھوٹا ہال ہے جہاں دفاتر بنانے کا پروگرام ہے۔

اس قطعہ زمین کے چاروں اطراف اونچے اونچے درخت ہیں جن کی وجہ سے ایک قدرتی چار دیواری بنی ہوئی ہے۔ اور ان درختوں سے باہر تین اطراف میں ایک نہر کے اندر یہ قطعہ زمین گھرا ہوا ہے جبکہ ایک طرف سڑک ہے۔ یہاں سیب، ناشپاتی اور اخروٹ کے بہت سے درخت موجود ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دورہ ہالینڈ کے دوران 13 اکتوبر 2008ء کو اس سینٹر کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حضور انور نے یہاں نماز ظہر وعصر بھی پڑھائی تھیں اور بعد ازاں شہتوت کا ایک پودا بھی لگایا تھا اور ہدایت فرمائی تھی کہ یہاں گرین ہاؤس بھی بنائیں۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ہالینڈ کا چوتھا مرکز المیرے (Almere) شہر میں بنے گا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ کے دوران 7 اکتوبر 2015ء کو مسجد بیت العافیت کا سنگ بنیاد رکھا ہے۔ مسجد کے ساتھ جماعتی دفاتر اور رہائشی حصہ بھی تعمیر ہوگا۔

اخبار "Algemenn Dagblad" میں خبر کی اشاعت

ہالینڈ کے ایک نیشنل اخبار "Algemenn Dagblad" نے اپنے آج 13 اکتوبر کے شمارہ میں لکھا:

آج کا بہترین خط! امن کے خلیفہ کے پیغام پر توجہ دینی چاہئے

ایک عرصہ سے میڈیا یہ خبریں شائع کر رہا ہے کہ مسلمانوں کو اپنی آواز اٹھانی چاہئے کہ وہ دہشتگرد نہیں ہیں اور نہ ہی اس قسم کے جہاد کو مانتے ہیں۔ اسی طرح اخبارات ایسی خبروں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں کہ Wilders اور اس کے ہم خیال لوگ ریفیوجیز کو ملک میں پناہ نہیں دینا چاہتے کیونکہ دہشتگردی کا خطرہ ہے۔

مگر اب بالآخر ایک آواز اٹھی ہے۔ خلیفہ مرزا مسرور احمد صاحب کا پیغام امن کا پیغام ہے۔ ان کو House of Representatives میں دعوت دی گئی جہاں انہوں نے اپنے امن کے مشن کے بارہ میں بتایا۔

14/اکتوبر 2015ء بروز بدھ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر 45 منٹ پر بیت النور تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح سات بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور آج بھی بذریعہ سائیکل سیر کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جنگل میں مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے جھیل پر تشریف لے آئے اور یہاں کچھ دیر کے لئے چہل قدمی فرمائی اور ساتھ آنے والے خدام سے گفتگو فرمائی۔ آج بھی حضور انور کے ساتھ پچیس سے تیس خدام سیر میں شامل تھے۔ یہاں کچھ دیر قیام کے بعد، واپسی پر بھی مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے آٹھ بج کر 35 منٹ پر حضور انور واپس تشریف لے آئے۔

پروگرام کے مطابق پونے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران، مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ممبران، یہاں کام کرنے والے کارکنان، شعبہ ضیافت اور شعبہ سیکیورٹی میں ڈیوٹی دینے والے خدام نے مختلف گروپس کی صورت میں اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بلاک اے (A) کی پہلی منزل پر قائم لائبریری کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیشنل سیکرٹری اشاعت سے فرمایا کہ آپ کتابوں کی پرفیکشن (perfection) کے چکّر میں کتب کی اشاعت میں بہت تاخیر کر دیتے ہیں۔ ایسی تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ کتب جلد شائع ہونی چاہئیں۔

امیر صاحب ہالینڈ نے عرض کیا کہ مسجد کا جو پرانا ہال ہے اس کو شامل کر کے یہاں پر اب مستقل نمائش لگانے کا پروگرام ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس کے لئے باقاعدہ پلاننگ کریں، آرکیٹیکٹ بلائیں اور باقاعدہ پلاننگ کے ساتھ کام کریں۔ یہاں اپنی جماعت کی تاریخ کی پرانی تصاویر لگائیں اور اس بارہ میں مرکزی شعبہ مخزن تصاویر سے بھی رہنمائی لیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

نن سپیٹ (ہالینڈ) سے فرینکفرٹ (جرمنی) کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق نن سپیٹ سے فرینکفرٹ (جرمنی) کے لئے روانگی تھی۔ اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مشن ہاؤس کے بیرونی احاطہ میں جمع تھے۔ گیارہ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور احباب جماعت میں کچھ دیر کے لئے رونق افروز رہے۔ ہر ایک چھوٹا بڑا شرف زیارت سے فیضیاب ہوا۔ بچیاں گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہا اور قافلہ نن سپیٹ سے جرمنی کے لئے روانہ ہوا۔ ایک گاڑی قافلے کو Escort کر رہی تھی۔ جماعت جرمنی کے خدام کی بھی ایک گاڑی قافلے کے ساتھ تھی۔ جماعت جرمنی کے پانچ خدام پر مشتمل سیکیورٹی ٹیم حضور انور کی لندن سے ہالینڈ آمد سے قبل ہی ہالینڈ پہنچی تھی اور یہ حضور انور کے ہالینڈ میں قیام کے دوران ہالینڈ کے خدام کے ساتھ مل کر سیکیورٹی کی ڈیوٹی انجام دیتے رہے۔ اور آج یہ ٹیم بھی اپنی ڈیوٹی پر قافلہ کے ساتھ تھی۔

Nordhorn (جرمنی) میں حضور انور کی آمد اور استقبال

نن سپیٹ (ہالینڈ) سے جرمنی کا بارڈر قریباً سو کلومیٹر ہے۔ بارڈر سے آگے تیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد جرمنی کا شہر Nordhorn آتا ہے۔ آج اس شہر میں ''مسجد صادق'' کے سنگ بنیاد کا پروگرام بھی تھا۔ سنگ بنیاد کے اس پروگرام کے بعد آگے فرینکفرٹ کے لئے روانگی تھی۔

ایک بج کر پانچ منٹ پر بارڈر کراس کر کے جرمنی کی حدود میں داخل ہوئے جہاں جماعت جرمنی نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ یہاں سے جماعت جرمنی کی گاڑیوں نے قافلہ کو Escort کیا اور مزید بیس منٹ کے سفر کے بعد ایک بج کر پچیس منٹ پر ہوٹل River Side میں تشریف آوری ہوئی۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق سنگ بنیاد کی تقریب کے حوالہ سے یہاں محدود وقت کے لئے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم الیاس مجوکہ صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری جرمنی، مکرم جری اللہ صاحب مبلغ سلسلہ (نائب جنرل سیکرٹری جرمنی) اور مکرم سیّد حسنات احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ نے اپنی خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

ایک بج کر چالیس منٹ پر یہاں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد صادق کے سنگ بنیاد کے لئے روانہ ہوئے۔

روانگی سے قبل ہالینڈ سے یہاں تک ساتھ آنے والے احباب مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ، مکرم عبدالحمید درفیلدن صاحب نائب امیر جماعت ہالینڈ، مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ، مکرم سفیر احمد صدیقی صاحب مبلغ ہالینڈ، مکرم مظفر حسین صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری، مکرم زبیر اکمل صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی، مکرم محمد لئیق احمد چودھری صاحب، مکرم عطاء القیوم عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ، مکرم ضیاء القمر صدیقی صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ ہالینڈ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد واپس جانے کی اجازت چاہی۔

ایک بج کر پچاس منٹ پر جب حضور انور ایدہ اللہ کی گاڑی قطعہ زمین پر پہنچی تو مقامی جماعت کے احباب مردوزن اور بچوں نے اپنے پیارے آقا کا بڑا والہانہ استقبال کیا۔ مقامی جماعت کے احباب آج صبح سے ہی پیارے آقا کے منتظر تھے۔ آج ان کے لئے خوشیوں اور مسرّتوں کا دن آیا تھا۔ ان کی بستی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم پہلی مرتبہ پڑ رہے تھے۔ ہر کوئی بیحد خوش تھا۔ بچے، بچیاں گروپس کی صورت میں خیر مقدمی گیت پیش کر رہے تھے۔

ریجنل امیر وصدر جماعت اشتیاق احمد صاحب اور ریجنل مبلغ سلسلہ مکرم مستنصر احمد صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

''مسجد صادق'' Nordhorn (جرمنی) کے سنگ بنیاد کی مبارک تقریب

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں باقاعدہ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم صالح احمد صاحب نے تلاوت کی اور مکرم بہزاد احمد صاحب نے اس کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔

امیر صاحب جرمنی کا تعارفی ایڈریس

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے سب سے پہلے اس شہر کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ Nordhorn کا شہر Graftschaft Bentheim کے سرکل کا ایک شہر ہے اور یہ ہالینڈ کے بارڈر پر ہے۔ یہ شہر Niedersachsen کے صوبہ کا شہر ہے۔ اس شہر میں ایک دریا ہے جو Vechte کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے ساتھ اور چینل بھی ہیں جن میں سے یہ دریا گزرتا ہے۔ Nordhorn شہر پہلے زمانہ میں ٹیکسٹائل انڈسٹری کے طور پر مشہور تھا۔ جنگِ عظیم دوم کے بعد تقریباً دس ہزار افراد مشرقی جرمنی سے Nordhorn آکر یہاں آباد ہوئے۔ اب یہاں ریفیوجیز کے لئے ایک سنٹر بنا ہے جہاں 400 ریفیوجیز آچکے ہیں اور کُل دو ہزار مہاجرین آئیں گے۔ اس حوالہ سے جماعت احمدیہ جرمنی نے بھی اپنی خدمات پیش کی ہیں اور میئر صاحب کو ایک خط لکھ کر بھجوایا ہے۔

اس شہر میں جماعت کا قیام 1985ء میں ہوا اور اس وقت تقریباً 30 افراد یہاں آباد ہیں۔ یہاں کی جماعت کا تعلق میئرز سے ہمیشہ اچھا رہا۔ اسی لئے یہاں صرف موجودہ میئر موجود نہیں ہیں بلکہ گذشتہ دو میئرز بھی موجود ہیں۔ جماعت Nordhorn ہر سال یکم جنوری کو شہر کی سڑکوں کی صفائی کرتی ہے۔ اسی طرح تبلیغی پروگراموں کا انعقاد کرتی ہے اور تبلیغی سٹال بھی لگاتے ہیں۔

مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے امیر صاحب نے بتایا کہ یہ مسجد ایک Modular ڈیزائن کی ہے جس کا نقشہ چند احمدی خواتین architects نے تیار کیا۔ اس مسجد میں نماز کے لئے 60 مربع میٹر کے دو ہالز ہوں گے۔ 42 مربع میٹر پر مشتمل ایک Multipurpose Room ہوگا۔ اس کے علاوہ دو دفاتر، ایک کچن اور ایک کمرہ caretaker کے لئے بھی ہو گا۔ مسجد میں ایک technical room اور washrooms بھی ہوں گے۔ میناروں کی اونچائی 12 میٹر اور گنبد کا قطر 6 میٹر ہے۔ اگر ضرورت پیش آئے تو اس بات کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ بعد میں ایک مربی ہاؤس بھی بنایا جاسکے۔ پلاٹ کا کُل رقبہ 1574 مربع میٹر ہے اور اس پلاٹ کی خرید کا معاہدہ 9 اکتوبر 2015ء کو ہوا ہے اور یہ 40 ہزار یورو میں خریدا گیا ہے۔

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 377

مکرم عماد النجار صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم عماد عبد البدیع حسن امام النجار صاحب آف مصر کے احمدیت کی طرف سفر کی داستان کا ایک حصہ پیش کیا تھا اس قسط میں ان کے اس روحانی سفر کے باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔

گزشتہ قسط کے آخر پر یہ ذکر ہوا تھا کہ مکرم عماد صاحب کے صاحبِ فراش ہونے کا مالکِ دکان نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور سارے کاروبار پر اپنے تصرف کا دعویٰ کر ڈالا۔ اس کے بعد انہوں نے خدا تعالیٰ سے نہایت تضرع کے ساتھ دعا کی، جس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ:

تہجد میں دعا کے بعد جب میں نماز فجر پڑھ کے سویا تو پریشانی کی وجہ سے جلد ہی بیدار ہو گیا۔ ایسے میں مجھے محسوس ہوا کہ جیسے کوئی شخص مجھے کہہ رہا تھا کہ مالک دکان سے ماہانہ کرائے کی ادائیگی کی رسید پر دستخط کروا لو۔ اسی حالت میں میرے دل میں یہ آیت ڈالی گئی: ﴿وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾۔ ترجمہ: اور ہم نے ان کے سامنے بھی ایک روک بنا دی ہے اور ان کے پیچھے بھی ایک روک بنا دی ہے۔ اور اُن پر پردہ ڈال دیا ہے اس لئے وہ دیکھ نہیں سکتے۔

میں یہ آیت دُہراتا ہوا مالک دکان کے پاس پہنچا اور لکھی ہوئی تحریر اس کے ہاتھ میں تھما دی۔ اس میں لکھا تھا کہ اس نے رواں ماہ تک مجھ سے دکان کا کرایہ وصول کر لیا ہے۔ اس نے بغور اس تحریر کو دیکھا اور بغیر کچھ کہے اس پر دستخط کر دیئے اور یوں اس نے عدالت میں اپنے دعویٰ کے خلاف خود ہی میرے ہاتھ میں دلیل تھما دی تھی۔

جب مالکِ دکان کی طرف سے عدالت میں دکان اور کاروبار کی ملکیت کا باضابطہ دعویٰ دائر کیا گیا تو میں نے اسے پیغام بھیجا کہ میرے پاس تمہارے دعویٰ کو ردّ کرنے کا قوی ثبوت موجود ہے اور وہ تمہارے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر ہے کہ یہ دکان میری ہے اور میں تمہیں اس کا کرایہ ادا کر رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں نے کوئی ایسی تحریر نہیں لکھی۔ لالچ نے اسے اندھا کر دیا اور وہ عدالت میں یہ کیس لڑنے لگا۔ میں نے مذکورہ تحریر پیش کی جس پر موجود اس شخص کے دستخط کی باقاعدہ تحقیق و تصدیق ہوئی اور اسے درست قرار دیا گیا جس کے نتیجہ میں یہ کیس اس کے گلے پڑ گیا۔ عدالت نے میرے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے اس شخص کو میرے سامان کی تعویض دینے کا پابند کرنے کے علاوہ ایک عرصہ کے لئے جیل میں قید کرنے کی سزا بھی سنائی۔ تاہم اس حکم کی تنفیذ میں سُست روی کے باعث مَیں ابھی تک اپنے حق سے محروم ہوں۔

مخالفت

میرا ایک بھائی تکفیری جماعتوں کے ساتھ وابستہ تھا۔ دین کے نام پر پُرتشدد کارروائیوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے اسے 15 سال قید کی سزا ہوئی تھی۔ بیعت کے بارہ میں میرا اپنی والدہ اور بھائیوں کو بتانا ہی تھا کہ مخالفت کا طوفان کھڑا ہو گیا۔ اور جب یہ خبر جیل میں میرے قیدی بھائی تک پہنچی تو اس نے وہیں سے میرے بارہ میں یہ فتویٰ صادر فرما دیا کہ یہ ملحد ہو گیا ہے اور واجب القتل ہے۔ چونکہ وہ خود جیل میں تھا اس لئے اس کے فتوے کا کچھ زیادہ اثر نہ ہوا۔

نصرتِ خداوندی کے نظارے

میرے والد صاحب وفات پا چکے تھے اور میں ان کے ترکہ میں دیگر وارثوں کے ساتھ برابر کا حصہ دار تھا۔ میرے والد صاحب کی ایک دکان تھی۔ میں نے اپنا پہلا کام ٹھپ ہو جانے کے بعد والد صاحب کی دکان میں اپنا نیا کام شروع کرنے کی کوشش کی تو تمام بھائی اور ان کے ساتھ میری والدہ بھی یک زبان ہو کر کہنے لگے کہ تم اسلام سے نکل چکے ہو اس لئے اس میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ مجھے کچھ سجھائی نہ دیتا تھا کیونکہ گھر کا چولہا جلانے کے لئے ماہانہ آمدنی کی ضرورت تھی۔ میری حالت کو دیکھ کر میرے ایک دوست نے مشورہ دیا کہ چونکہ تم سابقہ کام کے وقت سوشل انشورنس کے نظام سے بھی منسلک رہے ہو اس لئے اگر تم اپنی گرتی ہوئی صحت کا حوالہ دے کر پنشن کی درخواست کرو تو کچھ نہ کچھ تمہیں مل ہی جائے گا۔ چنانچہ میں انشورنس کے دفتر گیا تو وہاں پر مجھے ایک ملازم نے مشورہ دیا کہ تمہاری درخواست پر تمہیں کچھ نہ کچھ تو ضرور مل جائے گا لیکن چونکہ تمہارے والد بھی انشورنس کے اس نظام میں شامل رہے ہیں لہٰذا تم ان کی پنشن سے اپنا حصہ بھی لے سکتے ہو، لیکن اس کے لئے ایک طبّی کمیٹی تمہارا چیک اَپ کرے گی اور اس کی رپورٹ پر تمہارے کیس کا فیصلہ ہوگا۔ چنانچہ میں نے اس کی نصیحت پر عمل کیا، اور پھر طبّی کمیٹی کی رپورٹ کی بنا پر مجھے اپنے والد صاحب کی پنشن کا چوتھا حصہ بھی مل گیا۔

یوں روزگار کا تو کوئی سلسلہ چل نکلا گو بہت معمولی تھا لیکن نہ ہونے سے بہتر تھا۔ لیکن اس سلسلہ کو چلانے کے لئے مجھے ہر سال طبی کمیٹی کے سامنے پیش ہونا تھا۔ ایک سال گزرنے کے بعد جب میں ان کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے رپورٹ میں لکھا کہ میری معذوری میں اضافہ ہو گیا ہے اس لئے میری والدہ صاحبہ کی پنشن سے بھی مجھے ایک حصہ دیا جانا چاہئے۔ جب میری والدہ اور دیگر بھائیوں کو اس فیصلہ کا علم ہوا تو انہوں نے میرے خلاف شکایت کر دی کہ میں نے اپنی رپورٹس میں غلط بیانی اور جعلسازی سے کام لیا ہے۔ چنانچہ میری پنشن روک دی گئی اور مجھے کیس کی سماعت کے لئے بلا لیا گیا۔ اور پھر جب اس کیس کی کمیٹی کا فیصلہ آیا تو مَیں خدا کے حضور جھکتا چلا گیا کیونکہ مجھے علم تھا کہ یہ محض خدا تعالیٰ کی عنایت سے ہوا ہے ورنہ میں تو بے کس و بے حیلہ تھا۔ کمیٹی نے فیصلہ دیا کہ میری ساری رپورٹس ٹھیک ہیں اور والدہ صاحبہ بے شک اپنی پنشن سے مجھے کچھ نہ دیں لیکن میرے والد صاحب کی پنشن سے مجھے آج سے چوتھے حصہ کی بجائے ان کی نصف پنشن دی جائے گی اور ان کے اس فیصلہ کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکے گی۔

یہ فیصلہ میری والدہ اور بھائیوں پر بجلی بن کر گرا، اور نہ صرف یہ کہ ان کا پلان کامیاب نہ ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے سے بھی زیادہ نواز دیا۔

پھر اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے تیسرا بڑا نشان دکھایا اور وہ یوں کہ انشورنس کمپنی نے اپنے حساب کتاب میں غلطی پائی اور جب اس کی تصحیح کی گئی تو میری پنشن کی رقم تین گنا بڑھ گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نشانات مجھ عاجز اور بے کس کے لئے محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کی برکت سے ظاہر ہوئے۔ یہ نشانات میرے لئے مزید مضبوطی اور ایمانی پختگی کا موجب ٹھہرے۔

ان واقعات کے بعد مَیں اپنی والدہ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ آپ جانتی ہیں کہ میرے بس میں کچھ نہیں تھا پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے پے در پے میری مدد و نصرت اس بات کی دلیل ہے کہ میں سچے اسلام پر قائم ہوں اور ان سچوں کے ساتھ جا ملا ہوں جن کے ساتھ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو کبھی نامراد نہیں رہنے دیتا۔ یہ نشان آپ کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونے چاہئیں۔

اسی عرصہ میں میرے تکفیری بھائی نے میرے ہمسائے، رشتہ داروں اور جاننے والوں کو میرے بارہ میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ کافر ہو چکا ہے اس لئے اس پر حدّ قتل واجب ہے۔ یہی حربہ اس نے اہلِ بستی کو انگیخت کرنے کے لئے استعمال کیا لیکن الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی تمام سازشوں سے محفوظ رکھا۔

بیعت اور علاج

2011ء میں مَیں نے قاہرہ جا کر احباب جماعت سے ملنے کا سوچا۔ چنانچہ وہاں جا کر پہلے تو بیعت فارم پُر کیا اور پھر وہاں جب احمدی احباب سے ملا تو اسلامی اخوت، محبت اور یگانگت کے احساس کی لذت نے مجھے میرا دکھ بھلا دیا۔

اور میرا یہ احساس کوئی وقتی نہ تھا بلکہ اس کے بعد میں جب بھی وہاں جاتا اور دوستوں سے ملتا تو میرے دردوں میں نمایاں کمی آ جاتی اور مجھے تسکین ملتی۔

یہاں میں نے مختلف کوالیفائیڈ ڈاکٹرز سے بھی رجوع کیا جنہوں نے کہا کہ جو دوا تم استعمال کر رہے ہو وہ وقتی طور پر تو ٹھیک ہے لیکن اس کا لمبے عرصہ تک استعمال بہت خطرناک ہو سکتا ہے لیکن ہمارے ملک میں اس سے بہتر علاج بھی کوئی نہیں ہے۔

تمنا۔۔اور دیدار کی لذت

اسی اثناء میں میری بیعت کا جواب آ گیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف سے ایسے حالات میں خط میرے زخموں پر کسی مرہم سے کم نہ تھا۔ یہ خط پڑھ کر میرے دل میں حضور انور سے ملاقات کی تمنا اس شدت سے پیدا ہوئی کہ کاش میرے مضمحل قویٰ میں طاقت آ جائے، میرے کٹے پروں کو قوتِ پرواز عطا ہو جائے اور میں اڑ کر حضور انور سے جا ملوں تو مجھے یقین ہے کہ حضور انور کے دست مبارک کی لمس سے اور آپ کے مبارک دامن کے مَس کرنے سے خدا تعالیٰ مجھے شفا سے نواز دے گا۔

اس کے چند روز بعد ہی مَیں نے رؤیا میں حضور انور کو مصر میں دیکھا۔ آپ ہماری بستی میں بھی تشریف لائے اور میں نے حضور انور کو بستی کی گلیوں میں چلتے ہوئے دیکھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضور انور کسی سے میرے گھر کا پتہ پوچھ کر میرے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ آپ نے میری صحت کے بارہ میں پوچھا، مصافحہ کا شرف بخشا اور میرے گھر میں تو جیسے جشن کا سامان ہو گیا کیونکہ آپ کے تشریف لانے سے علاقے میں مشہور ہو گیا تھا کہ اس گھر میں ایک پُرنور چہرے والا صالح انسان آیا ہے جس کی بنا پر جس کسی نے بھی یہ بات سنی وہ اس پاکیزہ ہستی کو دیکھنے کے لئے میرے گھر چلا آیا۔

میں بیدار ہوا تو اس رؤیا میں حضور انور سے ملاقات کی وجہ سے طبیعت میں حد درجہ انبساط اور سرور کی کیفیت تھی۔

قتل کی کوشش

جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ میرے قریبی رشتہ دار ہی میرے خون کے پیاسے ہو گئے تھے۔ میں نے ان کے شر سے بچنے کے لئے اپنے گھر میں ہی ایک دکان بنا لی۔ لیکن انہیں یہ بھی گوارا نہ ہوا اور انہوں نے اس دکان کو گرانے کی کوشش کی۔ میں نے روکا تو میرے تکفیری بھائی نے میری والدہ کی موجودگی میں ہی میرا گلا گھونٹ دیا۔ مَیں تو دفاع سے قاصر تھا اس لئے میری بیوی نے مجھے بچانے کی کوشش کی تو میری والدہ نے اس کا ساتھ دینے کی بجائے اس کے سر پر سونٹا دے مارا اور میرے تکفیری بھائی کو میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس گندگی کے ڈھیر سے ہمیشہ کے لئے ہماری جان چھڑا دو۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے قوت عطا فرمائی اور میں نے طاقت جمع کر کے ظالم بھائی کے منہ پر کاری ضرب لگائی تو وہ مجھے چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے مجھے موت کے منہ سے بچا لیا۔ مجھے تکفیری بھائی سے تو اس سے اچھے کی امید نہ تھی، اگر ملال تھا تو صرف اس بات کا میری ماں جس نے مجھے جنا تھا، جو میرے اس دنیا میں آنے کا موجب تھی وہی آج مجھے اس دنیا سے رخصت کرنے پر تُلی ہوئی تھی۔

مخالفین کا انجام

گو میں تو ان کی تمام تر مخالفتوں کے باوجود ان کے لئے دعا گو ہی تھا لیکن میرا خدا اپنے مسیح موعود کی غیرت رکھتا ہے۔ اور آپؑ کی اور آپؑ کے ماننے والوں کی سچائی کے نشان دکھاتا رہتا ہے۔ چنانچہ میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔

میرے تکفیری بھائی نے شادی کا سوچا۔ تمام انتظامات مکمل کر کے شادی کی تاریخ مقرر کر دی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی روک ڈال دی کہ نہ صرف شادی کی تاریخ منسوخ کرنی پڑی بلکہ شادی سے بھی انکار ہو گیا۔

والدہ صاحبہ کو برین ہیمبرج ہوا۔ ان کی زندگی تو بچ گئی لیکن وہ بیہوش ہیں۔

بیماری رحمت بن گئی

میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ جسے بیماری بھی آئی تو رحمت بن کر کیونکہ اس کی وجہ سے میرا جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا اور پھر امام الزمان کو قبول کرنے کی توفیق ملی۔ پھر میں خدا تعالیٰ کے حیّ و قیّوم ہونے کی اس سے کوئی ایک دلیل اور ایک نشان مانگا کرتا تھا لیکن اس نے مجھے تھوڑے عرصہ میں اتنے زیادہ نشانات عطا فرمائے کہ اب میری زبان اس کے شکر کے گیت گاتے نہیں تھکتی۔ بلکہ نشانات کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اب صرف ایک ہی تمنا ہے کہ اس دنیا سے رخصت ہونے سے قبل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی زیارت نصیب ہو جائے۔ وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز۔

.....(باقی آئندہ)

نماز با جماعت اور متعلقہ مسائل

بیان فرمودہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

ماخوذ از کتاب ’فقہ المسیح‘ مرتبہ: انتصار احمد نذر۔ (صدر شعبہ فقہ جامعہ احمدیہ ربوہ)

نماز باجماعت میں امام کہاں کھڑا ہو؟

ذکر ہوا کہ چکڑالوی کا عقیدہ ہے کہ نماز میں امام آگے نہ کھڑا ہو بلکہ صف کے اندر ہو کر کھڑا ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’امام کا لفظ خود ظاہر کرتا ہے کہ وہ آگے کھڑا ہو۔ یہ عربی لفظ ہے اور اس کے معنے ہیں وہ شخص جو دوسرے کے آگے کھڑا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ چکڑالوی زبانِ عربی سے بالکل جاہل ہے۔‘‘ (بدر 28 مارچ 1907ء صفحہ 9)

امام مقتدیوں کا خیال رکھے

سوال پیش ہوا کہ ایک پیش امام ماہِ رمضان میں مغرب کے وقت لمبی سورتیں شروع کر دیتا ہے۔ مقتدی تنگ آتے ہیں کیونکہ روزہ کھول کر کھانا کھانے کا وقت ہوتا ہے۔ دن بھر کی بھوک سے ضعف لاحق حال ہوتا ہے۔ بعض ضعیف ہوتے ہیں۔ اس طرح پیش امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہو گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ:۔

’’پیش امام کی اس معاملہ میں غلطی ہے۔ اس کو چاہئے کہ مقتدیوں کی حالت کا لحاظ رکھے اور نماز کو ایسی صورت میں بہت لمبا نہ کرے‘‘۔

(بدر 31/اکتوبر 1907ء صفحہ 7)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

کسی شخص نے ذکر کیا کہ فلاں دوست نماز پڑھانے کے وقت بہت لمبی سورتیں پڑھتے ہیں۔ فرمایا:

’’امام کو چاہئے کہ نماز میں ضعفاء کی رعایت رکھے۔‘‘

نوٹ:۔ مرحوم مولوی عبداللہ صاحب سنوری کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل اتفاقاً ایک دفعہ مسجد مبارک میں عاجز راقم کو امامت نماز کا موقعہ ہوا۔ جب نماز ختم ہوئی تو مولوی عبداللہ صاحب ہنستے ہوئے آگے بڑھے اور فرمانے لگے۔ حضرت صاحبؑ (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی نماز ایسی ہی مختصر پڑھاتے تھے جیسی آپ نے پڑھائی۔ یہ ذکر نماز میں امامت کا تھا۔ ورنہ جو نمازیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور خود علیحدگی میں پڑھتے تھے انہیں بہت لمبا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت مولوی عبداللہ صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے بہت قبل وقت سے حضرتؑ کی خدمت میں آنے والے تھے اور اُن ایام میں کثرت سے قادیان میں رہتے تھے۔ انہیں حضرت صاحبؑ کی اقتداء میں بہت نمازیں پڑھنے کا موقعہ ملتا رہا۔

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صفحہ 131، 132)

بیماری کے باوجود حکیم فضل دین صاحبؓ کو امام بنانا

حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیروی کو آخری عمر میں بواسیر کا مرض لاحق ہو گیا تھا اور وضو قائم نہیں رہتا تھا۔ اس لئے وہ ایک دفعہ وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور پھر درمیان میں باوجود ریح کے بار بار خارج ہونے کے نماز پڑھتے رہتے تھے اور ہر نماز کے لئے تازہ وضو کر لیتے تھے۔ ان کی اس بیماری کے ایام میں ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان کو فرمایا کہ حکیم صاحب آپ ہی نماز پڑھائیں۔ انہوں نے عرض کی۔ حضور کو معلوم ہے کہ میرا تو وضو نہیں ٹھہرتا۔ حضور نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی نماز تو ہو جاتی ہے یا نہیں ہوتی۔ انہوں نے عرض کیا کہ نماز تو ہو جاتی ہے۔ مسئلہ ایسا ہی ہے۔ فرمایا:

’’آپ کی نماز ہو جاتی ہے تو ہماری بھی ہو جائے گی۔ آپ پڑھا دیں۔‘‘

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 23، 24)

غسّال کے پیچھے نماز؟

ایک شخص نے حضرت سے سوال کیا کہ غسّال کو نماز کے واسطے پیش امام بنانا جائز ہے؟ فرمایا:

’’یہ سوال بے معنے ہے۔ غسّال ہونا کوئی گناہ نہیں۔ امامت کے لائق وہ شخص ہے جو متقی ہو، نیکوکار، عالم باعمل ہو۔ اگر ایسا ہے تو غسّال ہونا کوئی عیب نہیں جو امامت سے روک سکے‘‘۔

(بدر 23 مئی 1907 صفحہ 10)

امامت کو بطور پیشہ اختیار کرنا جائز نہیں

فرمایا: ’’وہ جو امامت کا منصب رکھتے ہیں..... اگر اُن کا اقتدا کیا جائے تو نماز کے ادا ہو جانے میں مجھے شبہ ہے کیونکہ علانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امامت کا ایک پیشہ اختیار کر رکھا ہے اور وہ پانچ وقت جا کر نماز نہیں پڑھتے بلکہ ایک دوکان ہے کہ ان وقتوں میں جا کر کھولتے ہیں اور اسی دوکان پر اُن کا اور اُن کے عیال کا گزارہ ہے چنانچہ اس پیشہ کے عزل و نصب کی حالت میں مقدمات تک نوبت پہنچتی ہے اور مولوی صاحبان امامت کی ڈگری کرانے کے لئے اپیل دراپیل کرتے پھرتے ہیں۔ پس یہ امامت نہیں یہ تو حرام خوری کا ایک مکروہ طریقہ ہے۔‘‘

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 26 حاشیہ)

اجرت پر امام الصلوٰۃ مقرر کرنا

ایک مخلص اور معزز خادم نے عرض کی کہ حضور میرے والد صاحب نے ایک مسجد بنائی تھی۔ وہاں جو امام ہے اس کو کچھ معاوضہ وہ دیتے تھے، اس غرض سے کہ مسجد آباد رہے۔ وہ اس سلسلہ میں داخل نہیں۔ میں نے اس کا معاوضہ بدستور رکھا ہے اب کیا کیا جاوے؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

’’خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی جو روپیہ کے لئے نماز پڑھتا ہے اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ نماز تو خدا کے لئے ہے اگر وہ چلا جائے گا تو خدا تعالیٰ ایسے آدمی بھیج دے گا جو محض خدا کے لئے نماز پڑھیں اور مسجد کو آباد کریں۔ ایسا امام جو محض لالچ کی وجہ سے نماز پڑھتا ہے میرے نزدیک خواہ وہ کوئی ہو احمدی ہو یا غیر احمدی، اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ امام اتقیٰ ہونا چاہئے۔ بعض لوگ رمضان میں ایک حافظ مقرر کر لیتے ہیں اور اس کی تنخواہ بھی ٹھہرا لیتے ہیں یہ درست نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی محض نیک نیتی اور خدا ترسی سے اس کی خدمت کر دے تو یہ جائز ہے‘‘۔

(الحکم 10 نومبر 1905ء صفحہ 6)

پیشہ ور نماز پڑھانے والے کے پیچھے نماز درست نہیں

فرمایا: ’’میرے نزدیک جو لوگ پیشہ کے طور پر نماز پڑھاتے ہیں ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ وہ اپنی جمعرات کی روٹیوں یا تنخواہ کے خیال سے نماز پڑھاتے ہیں، اگر نہ ملے تو چھوڑ دیں۔ معاش اگر نیک نیتی کے ساتھ حاصل کی جاوے تو عبادت ہی ہے۔ جب آدمی کسی کام کے ساتھ موافقت کرے اور پکّا راہ اختیار کر لے تو تکلیف نہیں ہوتی وہ سہل ہو جاتا ہے‘‘۔

(البدر 9 جنوری 1903ء صفحہ 85)

دوسری جماعت

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’’مسجد میں جب ایک جماعت ہو چکے، تو حسب ضرورت دوسری جماعت بھی جائز ہے۔‘‘

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 83)

بعض صورتوں میں دو جماعتوں کی ممانعت

حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات کے ڈائری نویس لکھتے ہیں:

سفر گورداسپور میں نماز کے متعلق ذیل کے مسائل میری موجودگی میں حل ہوئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اقدسؑ ابھی وضو فرما رہے تھے اور مولانا محمد احسن صاحب بوجہ علالت طبع نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اُن کا خیال تھا کہ میں معذور ہوں۔ الگ پڑھ لوں، مگر چند ایک احباب ان کے پیچھے مقتدی بن گئے اور جماعت ہو گئی۔ حضرت اقدس کو علم ہوا کہ ایک دفعہ جماعت ہو چکی ہے اور اب دوسری ہونے والی ہے تو آپؑ نے فرمایا:

’’ایک مقام پر دو جماعتیں ہرگز نہ ہونی چاہئیں۔‘‘

(البدر یکم اگست 1904ء صفحہ 4)

حضرت مصلح موعودؓ کے مندرجہ ذیل ارشاد سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ایک جگہ پر دو نمازیں پڑھنے کی ممانعت کی کیا وجہ ہے؟ حضرت مصلح موعودؓ سے ایک صاحب نے ایک دوسرے دوست کے حوالہ سے عرض کی کہ حضور! یہ کہتے تھے کہ ایک جماعت کے بعد دوسری نہیں ہونی چاہئے۔

فرمایا: ’’یہ تو منع نہیں ناپسندیدہ ہے وہ بھی مسجد میں۔ کیونکہ اس طرح اگر الگ الگ نمازیں ہونے لگیں تو چند آدمی آئیں اور نماز پڑھیں اور چل دیئے۔ پھر اور چند آئے اور جماعت کو کر کے چل دیئے۔ تو اس طرح جماعت کی اصل غرض جو ہے وہ مفقود ہو جاتی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس کو ناپسند فرمایا ہے‘‘۔

(الحکم 28 مارچ 1920ء صفحہ 3)

بغیر وجہ کے جماعت الگ الگ ٹکڑوں میں نہ ہو

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضورِ اقدس اپنی کوٹھڑی میں تھے اور ساتھ کی کوٹھڑی میں نماز ہونے لگی۔ آدمی تھوڑے تھے۔ ایک ہی کوٹھڑی میں جماعت ہو سکتی تھی۔ بعض احباب نے خیال کیا کہ شاید حضرت اقدس اپنی کوٹھڑی میں ہی نماز ادا کر لیں گے، کیونکہ امام کی آواز وہاں پہنچتی ہے۔ اس پر آپؑ نے فرمایا

’’جماعت کے ٹکڑے الگ الگ نہ ہونے چاہئیں بلکہ اکٹھی پڑھنی چاہئے۔ ہم بھی وہاں ہی پڑھیں گے یہ اس صورت میں ہونا چاہئے جبکہ جگہ کی قلت ہو۔‘‘

(البدر یکم اگست 1904ء صفحہ 4)

امام الصلوٰۃ کے لئے ہدایت

کسی شخص نے ذکر کیا کہ فلاں دوست نماز پڑھانے کے وقت بہت لمبی سورتیں پڑھتے ہیں۔ فرمایا:

’’امام کو چاہئے کہ نماز میں ضعفاء کی رعایت رکھے۔‘‘

(بدر۔ 20/اپریل 1905ء صفحہ 2)

امام بطور وکیل کے ہوتا ہے

کسی کے سوال پر فرمایا:

’’پرہیزگار کے پیچھے نماز پڑھنے سے آدمی بخشا جاتا ہے۔ نماز تو تمام برکتوں کی کنجی ہے۔ نماز میں دعا قبول ہوتی ہے۔ امام بطور وکیل کے ہوتا ہے اُس کا اپنا دل سیاہ ہو تو پھر وہ دوسروں کو کیا برکت دے گا‘‘۔

(الحکم 31 جولائی 1901ء صفحہ 4)

مکفّرین و مکذّبین کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے

فرمایا: ’’تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُم‘‘۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 64 حاشیہ)

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ غالباً 1904ء کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مسجد مبارک میں سوال کیا کہ حضور اگر غیر احمدی باجماعت نماز پڑھ رہے ہوں تو ہم اس وقت نماز کیسے پڑھیں؟ آپؑ نے فرمایا۔ تم اپنی الگ پڑھ لو۔ اس نے کہا کہ حضور جب جماعت ہو رہی ہو تو الگ نماز پڑھنی جائز نہیں۔ فرمایا: کہ اگر ان کی نماز باجماعت عنداللہ کوئی چیز ہوتی تو مَیں اپنی جماعت کو الگ پڑھنے کا حکم ہی کیوں دیتا۔ ان کی نماز اور جماعت جناب الٰہی کے حضور کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اس لئے تم اپنی نماز الگ پڑھو اور مقررہ اوقات میں جب چاہو ادا کر سکتے ہو۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس وقت کسی مسجد میں دوسروں کی جماعت ہو رہی ہو، ضرور اسی وقت نماز پڑھی جائے کیونکہ اس سے بعض اوقات فتنہ کا احتمال ہوتا ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ ایک احمدی بہرحال الگ نماز پڑھے اور دوسروں کے پیچھے نہ پڑھے۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 526، 527)

غیروں کے پیچھے نماز جائز نہ ہونے کی وجہ

کسی نے سوال کیا کہ جو لوگ آپؑ کے مرید نہیں ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپؑ نے اپنے مریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا:

’’جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنّی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے، ردّ کر دیا ہے اور اس قدر نشانوں کی پَروا نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں اس سے لاپروا پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عشق اور محبت کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھا اسے ہر وہ احمدی جس نے آپ کے بارے میں کچھ نہ کچھ پڑھا ہو یا سنا ہو جانتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محض للّٰہ عقدِ اخوت اور محبت کی کوئی مثال اگر دی جاسکتی ہے تو وہ حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال ہے۔ اقرارِ اطاعت کرنے کے بعد اگر اس کے انتہائی معیاری نمونے دکھا کر اس پر قائم رہنے کی مثال کوئی دی جاسکتی ہے تو وہ حضرت مولانا نورالدینؓ کی ہے۔ تمام دنیوی رشتوں سے بڑھ کر بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے اگر کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رشتہ جوڑا تو اس کی اعلیٰ ترین مثال حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ہے۔ خادمانہ حالت کا بیمثال نمونہ اگر کسی نے قائم کیا تو وہ حضرت حکیم الامّت مولانا نورالدینؓ نے قائم کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے عجز و انکسار میں اگر ہمیں کوئی انتہائی اعلیٰ مقام پر نظر آتا ہے تو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس کا بھی اعلیٰ معیار حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے قائم کیا اور پھر امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہ اعزاز پایا جو کسی اور کو نہ مل سکا۔ آپ علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارے میں فرمایا کہ ’’چہ خوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمّت نورِ دیں بودے‘‘۔ پس یہ ایک زبردست اعزاز ہے جو کہ زمانے کے امام نے اپنے ماننے والوں کے لئے ہر چیز کا معیار حضرت مولانا نورالدینؓ کے معیار کو بنا دیا کہ اگر ہر ایک نورالدین بن جائے تو ایک انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے محبت و اطاعت، اخلاص و وفا، عجز و انکسار، فہم و فراست، سادگی اور توکّل جیسے اخلاق فاضلہ کا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ روایات کے حوالہ سے ایمان افروز تذکرہ

آج ماریشس کا جلسہ سالانہ بھی ہو رہا ہے اور ماریشس میں جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے ایک سو سال ہو چکے ہیں۔ وہ اپنی سینٹری (centenary) منا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ جلسہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور یہ سو سال آئندہ وہاں نئی ترقیات کا پیش خیمہ ثابت ہوں اور نئے سے نئے منصوبے کریں وہاں بعض فسادی لوگ بھی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بھی جماعت کو محفوظ رکھے اور ہر شر سے بچائے اور ہر لحاظ سے جلسے کو اور ان کے پروگراموں کو بابرکت فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13 نومبر 2015ء بمطابق 13 نبوت 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو عشق اور محبت کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھا اسے ہر وہ احمدی جس نے آپ کے بارے میں کچھ نہ کچھ پڑھا ہو یا سنا ہو جانتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محض للّٰہ عقدِ اخوت اور محبت کی کوئی مثال اگر دی جاسکتی ہے تو وہ حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال ہے۔ اقرارِ اطاعت کرنے کے بعد اگر اس کے انتہائی معیاری نمونے دکھا کر اس پر قائم رہنے کی مثال کوئی دی جاسکتی ہے تو وہ حضرت مولانا نورالدینؓ کی ہے۔ تمام دنیوی رشتوں سے بڑھ کر بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے اگر کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رشتہ جوڑا تو اس کی اعلیٰ ترین مثال حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ہے۔ خادمانہ حالت کا بیمثال نمونہ اگر کسی نے قائم کیا تو وہ حضرت حکیم الامّت مولانا نورالدین نے قائم کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے عجز و انکسار میں اگر ہمیں کوئی انتہائی اعلیٰ مقام پر نظر آتا ہے تو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس کا بھی اعلیٰ معیار حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے قائم کیا اور پھر امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہ اعزاز پایا جو کسی اور کو نہ مل سکا۔ آپ علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے بارے میں فرمایا کہ ’’چہ خوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمّت نورِ دیں بودے‘‘۔ (نشانِ آسمانی روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 411)

پس یہ ایک زبردست اعزاز ہے جو کہ زمانے کے امام نے اپنے ماننے والوں کے لئے ہر چیز کا معیار حضرت مولانا نورالدین کے معیار کو بنا دیا کہ اگر ہر ایک نور الدین بن جائے تو ایک انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے بعض واقعات بیان فرمائے ہیں۔ ان واقعات کو پڑھ کر آقا و غلام، مرشد و مرید کے دوطرفہ تعلق اور محبت کے نمونے نظر آتے ہیں۔ عاجزی اور انکساری کے نمونے بھی نظر آتے ہیں۔ اخلاص و وفا کے نمونے بھی نظر آتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی قربانیوں کے معیار اور اطاعت کے اعلیٰ ترین نمونے کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ جب آپ قادیان آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مجھے آپ کے متعلق الہام ہوا ہے کہ اگر آپ اپنے وطن گئے تو اپنی عزت کھو بیٹھیں گے۔ اس پر آپ نے وطن واپس جانے تک کا نام تک نہ لیا۔ اس وقت آپ اپنے وطن بھیرہ میں ایک شاندار مکان بنا رہے تھے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ جب میں بھیرہ گیا ہوں تو میں نے بھی یہ مکان دیکھا تھا۔ اس میں آپ ایک شاندار ہال بنوا رہے تھے تا کہ اس میں بیٹھ کر درس دیں اور مطب بھی کیا کریں۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ موجودہ زمانے کے لحاظ سے (یعنی اس زمانے میں جب یہ بیان ہو رہا ہے) تو وہ مکان زیادہ حیثیت کا نہ تھا لیکن جس زمانے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے قربانی کی تھی اس وقت جماعت کے پاس زیادہ مال نہیں تھا۔ اس وقت اس جیسا مکان بنانا بھی ہر شخص کا کام نہیں

تھا۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے بعد آپ نے واپس جا کر اس مکان کو دیکھا تک نہیں۔بعض دوستوں نے کہا بھی کہ آپ ایک دفعہ جا کر مکان تو دیکھ آئیں۔لیکن آپ نے فرمایا کہ میں نے اسے خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا ہے اب اسے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

(ماخوذ از مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1956ء میں خطابات، انوار العلوم جلد 25 صفحہ 420-419)

پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں۔ جب انجمن کے بعض عمائدین اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھنے لگ گئے تھے اور دنیاداری کا رنگ ان پر غالب آ رہا تھا۔ بہت سے معاملات جب انجمن میں پیش ہوتے تو عموماً حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت مصلح موعودؓ کی رائے ایک ہوتی تھی اور بعض دوسرے بڑے سرکردہ ممبران کی مختلف ہوتی تھی۔ بہرحال ایک ایسے ہی موقع پر ایک مجلس میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کو بند کرنے کا معاملہ پیش ہوا۔حضرت مصلح موعودؓ اس کو بند کرنے کے خلاف تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی رائے بھی یہی تھی کہ اس کو بند نہ کیا جائے۔اس پر بڑی زوردار بحث ہو رہی تھی۔ آخر فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہونا تھا۔ بہرحال اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے ایام میں بعض لوگوں نے کوشش کی کہ اس سکول کو توڑ کر صرف عربی کا ایک مدرسہ قائم رکھا جائے کیونکہ جماعت دو سکولوں کے بوجھ برداشت نہیں کر سکتی اور اس پر اتفاق جماعت اتنا زبردست تھا (یعنی وہ جو ممبران تھے)۔حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں شاید ڈیڑھ آدمی سکول کی تائید میں رہ گیا تھا۔ایک تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ تھے اور حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ آدھا مَیں اپنے آپ کو کہتا ہوں کیونکہ اُس وقت میں بچہ تھا لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ جو جوش مجھے اس وقت سکول کے متعلق تھا وہ دیوانگی کی حد تک پہنچا ہوا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ چونکہ ادب کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بات نہ کر سکتے تھے اس لئے آپ نے مجھے اپنا ذریعہ اور ہتھیار بنایا ہوا تھا۔ وہ مجھے بات بتا دیتے اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہنچا دیتا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی عطا کی اور باوجودیکہ بعض جلد باز دوستوں نے قریباً ہم پر کفر کا فتویٰ لگا دیا کہ اگر یہ سکول بند نہ کیا تو گویا کہ تم لوگ کفر کر رہے ہو اور کہا یہ دنیادار لوگ ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو بھی اور حضرت مصلح موعود کو بھی کہنے لگے یہ لوگ دنیادار ہیں کیونکہ انگریزی تعلیم کی تائید کرتے ہیں۔ پھر بھی فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے حق میں کیا۔(ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 481-480)

اس واقعہ سے سکول کے جاری رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے میں جو باتیں ہیں وہ تو ہیں لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے بات کرنے کے ادب اور احترام کا بھی پتا چلتا ہے۔شاید آپ کو یہ بھی خیال ہو کہ معاملہ کو پیش کرتے وقت جوش میں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ادب کے خلاف ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی فراست کا ذکر کرتے ہوئے، آپ کے ایمان کا ذکر کرتے ہوئے اور یہ بیان کرتے ہوئے کہ قومیں کس طرح بنتی ہیں حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ افراد سے قومیں بنتی ہیں اور قوموں سے افراد بنتے ہیں۔اعلیٰ دماغوں کے مالک ذہین اور نیک انسان قوموں کو بہت زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں اور اعلیٰ اور نیک مقاصد اچھے اور ہوشیار لوگوں کے ہاتھ آ کر بہت زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔اور پھر یہ بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جماعت قائم کی۔آپ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے یہی سلوک کیا کہ آپ کے دعویٰ کے ابتدا میں ہی بعض ایسے افراد آپ علیہ السلام پر ایمان لائے جو کہ ذاتی جوہر کے لحاظ سے بہترین خدمات سرانجام دینے والے تھے اور اس کام میں آپ کی مدد کرنے والے تھے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کیا تھا اور ان میں ایک حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بھی تھے۔حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ واقعہ میں وہ لوگ بہترین مددگار اور معاون ثابت ہوئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت سے پہلے ہی حضرت خلیفہ اول مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ آپ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف پھری اور آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مسیحیت کیا تو نبوت کے متعلق بعض مضامین اپنی ابتدائی کتب فتح اسلام اور توضیح مرام میں بیان فرمائے۔ایک شخص نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بدظنی رکھتا تھا ان کتابوں کے پروف کسی طرح دیکھے۔ پریس میں شاید پڑھے ہوں۔ وہ جموں گیا اور اس نے کہا آج میں نے مولوی نورالدین صاحب کو مرزا صاحب سے ہٹا دینا ہے۔اس وقت حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر چکے تھے۔دعویٰ مسیحیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فتح اسلام اور توضیح مرام کی اشاعت کے زمانے میں کیا جو بیعت سے قریباً دو سال بعد ہوا اور انہی میں مسئلہ اجرائے نبوت کی بنیاد رکھی۔ جب اس شخص نے آپ کی کتب میں نبوت کے جاری ہونے کے متعلق پڑھا تو اس نے کہا اب تو یقیناً مولوی نورالدین صاحب مرزا صاحب کو چھوڑ دیں گے کیونکہ مولوی صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت رکھتے ہیں۔ جب وہ یہ سنیں گے کہ مرزا صاحب نے یہ کہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے تو وہ مرزا صاحب کے مرید نہیں رہیں گے۔ چنانچہ اس شخص نے اپنے ساتھ ایک پارٹی لی، کچھ لوگ لئے اور خراماں خراماں حضرت مولوی صاحب کی طرف چلے۔ جب آپ کے پاس پہنچے تو اس شخص نے حضرت مولوی صاحب سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں۔آپ نے کہا فرمائیے کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔اس شخص نے کہا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اس زمانے کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں نبوت جاری ہے تو آپ اس کے متعلق کیا خیال کریں گے۔اس شخص نے تو یہ خیال کیا تھا کہ گویا میں ایک مولوی کے پاس جا رہا ہوں لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ میں ایک مولوی کے پاس نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کے پاس جا رہا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ اپنے سلسلے کا کام لینا چاہتا ہے۔حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب تو دعویٰ کرنے والے کی حالت پر منحصر ہے کہ آیا وہ اس دعوے کا مستحق ہے یا نہیں۔اگر یہ دعویٰ کرنے والا انسان راستباز نہ ہوگا تو ہم اسے جھوٹا کہیں گے اور اگر دعویٰ کرنے والا کوئی راستباز انسان ہے تو مَیں یہ سمجھوں گا کہ غلطی میری ہے، حقیقت میں نبی آ سکتا ہے۔حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اس شخص نے جب میرا یہ جواب سنا تو وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ چلو جی اے بالکل خراب ہو گئے۔اب ان سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس پر میں نے اس سے کہا کہ مجھے یہ تو بتا دو کہ بات کیا تھی تو اس نے کہا بات یہ ہے کہ آپ کے مرزا صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا الہام نازل ہوتا ہے اور میں ایک نبی کے مشابہ ہوں۔حضرت خلیفہ اول نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا کہ بیشک مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے اور مجھے اس پر ایمان ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 28 صفحہ 210-209)

ایک واقعہ جو براہِ راست حضرت خلیفہ اول سے تعلق تو نہیں رکھتا لیکن رکھتا بھی ہے ان کی بہن کا واقعہ ہے جس کو حضرت خلیفہ اول نے ایک پیر صاحب سے سوال جواب کی رہنمائی کی تھی۔ان کی بہن نے احمدیت قبول کی اور وہ کسی ایک پیر کی مرید تھیں اور پیر نے انہیں بیعت کے بعد ورغلانے کی کوشش کی۔آج بھی یہی آجکل کے پیروں کا حال ہے۔اس کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہن ایک پیر صاحب کی مرید تھیں۔وہ قادیان میں آئیں۔انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ جب واپس گئیں تو ان کے پیر صاحب کہنے لگے کہ تجھے کیا ہو گیا کہ تُو نے مرزا صاحب کی بیعت کر لی۔معلوم ہوتا ہے کہ نورالدین نے تجھ پر جادو کر دیا ہے۔وہ آئیں تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے اس کا ذکر کیا۔آپ نے فرمایا اگر پھر کبھی پیر صاحب سے ملنے کا اتفاق ہو تو انہیں کہنا کہ آپ کے عمل آپ کے ساتھ ہیں اور میرے عمل میرے ساتھ ہیں۔میں نے تو مرزا صاحب کو اس لئے مانا ہے کہ اگر آپ کو نہ مانا تو قیامت کے دن مجھے جوتیاں پڑیں گی۔آپ بتائیں کہ آپ اس دن کیا کریں گے۔پیر صاحب سے پوچھنا۔جب وہ واپس گئیں تو انہوں نے پیر صاحب سے یہی بات کہہ دی۔ وہ پیر کہنے لگا کہ یہ نورالدین کی شرارت معلوم ہوتی ہے اسی نے تجھے یہ بات سمجھا کر میرے پاس بھیجا ہے مگر تمہیں اس بارے میں کسی گھبراہٹ کی ضرورت نہیں۔ جب قیامت کا دن آئے گا اور پُل صراط پر سب لوگ اکٹھے ہوں گے تو تمہارے گناہ مَیں خود اٹھا لوں گا اور تم دگڑ دگڑ کرتے ہوئے جنت میں چلے جانا۔انہوں نے کہا پیر صاحب ہم تو جنت میں چلے گئے پھر آپ کا کیا بنے گا۔وہ کہنے لگے جب فرشتے میرے پاس آئیں گے تو میں انہیں لال لال آنکھیں دکھا کر کہوں گا کہ کیا ہمارے نانا امام حسین کی شہادت کافی نہیں تھی کہ آج قیامت کے دن ہمیں بھی ستایا جا رہا ہے۔پس یہ سنتے فرشتے شرمندہ ہو کر دوڑ جائیں گے اور ہم بھی چھلانگیں مارتے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

(ماخوذ از الفضل 27 جون 1957ء صفحہ 3 جلد 46/11 نمبر 152)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی سادگی اور اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہم نے خود حضرت خلیفہ اولؓ کو دیکھا ہے آپ مجلس میں بڑی مسکنت سے بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجلس میں شادیوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ڈپٹی محمد شریف صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں وہ سناتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے یعنی آپ نے اپنے گھٹنے اٹھائے ہوئے تھے اور سر جھکا کر گھٹنوں میں رکھا ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مولوی صاحب جماعت کے بڑھنے کا ایک ذریعہ کثرت اولاد بھی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر جماعت کے دوست ایک سے زیادہ شادیاں کریں تو اس سے بھی جماعت بڑھ سکتی ہے۔حضرت خلیفہ اول نے گھٹنوں پر سر اٹھایا اور فرمایا کہ حضور میں تو آپ کا حکم ماننے کے لئے تیار ہوں لیکن اس عمر میں مجھے کوئی شخص اپنی لڑکی دینے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہنس پڑے۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں دیکھو یہ انکسار اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ادب تھا جس کی وجہ سے انہیں یہ رتبہ ملا۔

(ماخوذ از الفضل 27 مارچ 1957ء صفحہ 5 جلد 46/11 نمبر 74)

آجکل بعض لوگ شادیوں کے شوقین ہیں لیکن وہ اس وجہ سے شوقین نہیں ہوتے۔ اگر تو کوئی جائز وجوہ ہوں تو شادی کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن بعض لوگ اپنے گھروں کو برباد کر کے شادیاں کرتے ہیں ان کو اس چیز سے بچنا چاہئے اور اس بارے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے۔

پھر حضرت خلیفہ اولؓ کی یہ بات بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ذکر کیا کہ آپ کے بچوں میں سے بعض نے خلافت اور جماعت کے بارے میں غلط رویہ اختیار کیا لیکن اب بھی جماعت آپ کا یعنی حضرت خلیفہ اول کا احترام کرنے پر مجبور ہے اور آپ کے لئے دعائیں کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں اس انکسار اور محبت کی جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھی وہ عظمت ڈالی ہے کہ باوجود اس کے کہ بعض بیٹوں نے غلط رویہ اختیار کیا پھر بھی ان کے باپ کی محبت ہمارے دلوں سے نہیں جاتی۔ پھر بھی ہم انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرے کیونکہ انہوں نے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا جب ساری دنیا آپ کی مخالف تھی۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا ایک مقام ہے جو ہمیشہ قائم رہے گا۔

(ماخوذ از الفضل 27 مارچ 1957ء صفحہ 5 جلد 46/11 نمبر 74)

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ یہ بات کہ جماعت کی تعداد بڑھانے کا ایک ذریعہ کثرت اولاد بھی ہے اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود کا یہ بھی بیان ہے جو اُن کے اپنے بارے میں یا حضرت مسیح موعود کی اولاد کے بارے میں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ہماری شادیوں کی تجویز فرمائی تو سب سے پہلے یہ سوال کرتے تھے کہ فلاں صاحب کے ہاں کتنی اولاد ہے؟ وہ کتنے بھائی ہیں؟ آگے ان کی کتنی اولاد ہے؟ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ جس جگہ میاں بشیر احمد صاحب کی شادی کی تحریک ہوئی اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ اس خاندان کی کس قدر اولاد ہے اور جب آپ کو معلوم ہوا کہ سات لڑکے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اَور تمام باتوں پر غور کرنے سے پہلے فرمانے لگے کہ بہت اچھا ہے یہیں شادی کی جائے۔ فرماتے ہیں کہ میری اور میاں بشیر احمد صاحب کی شادی کی تجویز اکٹھی ہی ہوئی تھی۔ ہم دونوں کی شادی کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی دریافت فرمایا کہ معلوم کیا جائے کہ جہاں رشتے تجویز ہوئے ہیں ان کے ہاں اولاد کتنی ہے۔ کتنے لڑکے ہیں۔ کتنے بھائی ہیں۔ تو جہاں آپ نے اور باتوں کو دیکھا وہاں وُلُــــوْدًا کو مقدم رکھا۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں اب بھی بعض لوگ جب مجھ سے مشورہ لیتے ہیں مَیں ان کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ یہ دیکھو جہاں رشتے تجویز ہوئے ہیں ان کے ہاں کتنی اولاد ہے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 3 صفحہ 397-396)

آجکل کی دنیا میں فیملی پلاننگ پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ لیکن ایسے ممالک جہاں اس پر بہت زور دیا گیا ان میں اب یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ یہ غلط ہے۔ جب انسان قانون قدرت سے لڑنے کی کوشش کرتا ہے تو مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ ایک لمبے عرصے تک چین نے اپنے شہریوں پر پابندی لگا دی تھی کہ ایک سے زیادہ بچہ نہ ہو ورنہ جرمانہ یا سزا بھی ہوگی اور وہاں ایسے بھی واقعات ہوئے کہ لوگوں نے یا اپنے بچے ضائع کر دیئے یا ان کو پیدائش کے وقت مار دیا۔ لیکن اب اس کا احساس ان لوگوں میں پیدا ہوا ہے اور اب انہوں نے اس پابندی کو اٹھایا ہے۔ اور بعض دوسرے ممالک بھی ہیں جہاں یہ پابندی ہے اور اب یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر یہ پابندی جاری رہی تو ان ملکوں میں کچھ عرصے کے بعد افرادی قوت بالکل ختم ہو جائے گی۔ ان کو کام کرنے والے نہیں ملیں گے۔ آئندہ نسل جو ہے اس میں اتنا بڑا گیپ (gap) آ جائے گا کہ بیچ میں اس وقفے کو غیروں کے ذریعہ سے پُر کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اب یہ اپنی پالیسیاں بدل رہے ہیں۔ اور یہی نتیجہ ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے قانون سے انسان لڑنے کی کوشش کرے اور اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھے۔ اب ان کو یہ فکر پیدا ہوگئی ہے کہ ہماری نسلوں میں ایک نسل سے دوسری نسل تک اتنا خلا پیدا ہو جائے گا کہ اس کو پتا نہیں کس طرح پُر کیا جائے گا اور اس کی وجہ سے پھر قوموں کو نقصان ہوگا۔ بہرحال یہ ضمنی بات بیچ میں آئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے اخلاص، عاجزی اور سادگی کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ خدمت کے لئے مختلف سامانوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ کھانا پکوانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ شروع شروع میں جب قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس مہمان آتے تھے سودا وغیرہ لانے کی ضرورت ہوتی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ یہ کام صرف ہمارے خاندان کے افراد نہیں کر سکتے تھے۔ اکثر یہی ہوا کرتا تھا کہ جماعت کے افراد مل ملا کر وہ کام کر دیا کرتے تھے۔ اس وقت طریق یہ تھا لنگر خانے کا باقاعدہ انتظام تو نہیں تھا کہ اگر ایندھن آ جاتا اور وہ اندر ڈالنا ہوتا یعنی سٹور میں رکھنا ہوتا تو گھر کی خادمہ آواز دے دیتی کہ ایندھن آیا ہے کوئی آدمی ہے تو وہ آ جائے اور ایندھن اندر ڈال دے۔ آگ جلانے کے لئے جو سامان آیا ہے۔ پانچ سات آدمی جو حاضر ہوتے وہ آ جاتے اور ایندھن اندر ڈال دیتے۔ دو تین دفعہ ایسا ہوا کہ کام کے لئے باہر خادمہ نے آواز دی مگر کوئی آدمی نہ آیا۔ ایک دفعہ لنگر خانے کے لئے اوپلوں کا ایک گڈا آیا۔ (وہ جو جلانے کے لئے اوپلے استعمال کئے جاتے ہیں) بادل بھی آیا ہوا تھا۔ خادمہ نے آواز دی تا کوئی آدمی مل جائے تو وہ اوپلوں کو اندر رکھوا دے مگر اس کی آواز کی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ حضرت خلیفہ اول اُس وقت مسجد اقصیٰ سے قرآن کریم کا درس دے کر واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ اس وقت خلیفہ نہیں تھے مگر علمِ دینیات، تقویٰ اور طب کی وجہ سے آپ کو جماعت میں ایک خاص پوزیشن حاصل تھی اور لوگوں پر آپ کا بہت اثر تھا۔ آپ درس سے فارغ ہو کر گھر جا رہے تھے کہ خادمہ نے آواز دی اور کہا کہ کوئی آدمی ہے تو وہ آ جائے۔ بارش ہونے والی ہے ذرا اوپلے اٹھا کر اندر ڈال دے۔ لیکن کسی نے توجہ نہ کی۔ آپ نے جب دیکھا کہ خادمہ کی آواز کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی تو آپ نے فرمایا اچھا آج ہم ہی آدمی بن جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اوپلے اٹھائے اور اندر ڈالنے شروع کر دیئے۔ ظاہر ہے کہ جب شاگرد استاد کو اوپلے اٹھاتے دیکھے گا تو وہ بھی اس کے ساتھ ہی وہی کام شروع کر دے گا۔ چنانچہ اور لوگ بھی آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ کام کرنے لگے اور اوپلے اندر ڈال دیئے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں مجھے یاد ہے مَیں نے دو تین مختلف مواقع پر آپ کو ایسا کرتے دیکھا اور جب بھی آپ ایسے اٹھانے لگتے اَور لوگ بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جاتے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 29 صفحہ 327-326)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو عشق تھا اس کی مثال دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی جب آپ بہت خوش ہوتے اور محبت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے تو مرزا کا لفظ استعمال کرتے اور فرماتے کہ 'ہمارے مرزا' کی یہ بات ہے۔ ابتدائی ایام میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابھی دعویٰ نہیں تھا چونکہ آپ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلقات تھے اسی لئے اس وقت سے یہ لفظ آپ کی زبان پر چڑھے ہوئے تھے۔ کئی نادان اس وقت اعتراض کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب کے دل میں نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ادب نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں آپ کو یعنی خلیفہ اوّل کو لوگ عام طور پر مولوی صاحب یا بڑے مولوی صاحب کہا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں میں نے خود کئی دفعہ یہ اعتراض لوگوں کے منہ سے سنا ہے اور حضرت مولوی صاحب کو اس کا جواب دیتے ہوئے بھی سنا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ اسی مسجد میں (یعنی مسجد اقصیٰ میں) حضرت خلیفہ اول جبکہ درس دے رہے تھے آپ نے فرمایا بعض لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب نہیں کرتا حالانکہ میں محبت اور پیار کی شدت کی وجہ سے یہ لفظ بولا کرتا ہوں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ظاہری الفاظ کو نہیں دیکھنا چاہئے بلکہ ان الفاظ کے اندر حقیقت جو مخفی ہو اس کو دیکھنا چاہئے۔ (ماخوذ از الفضل 30 جون 1938ء صفحہ 3 جلد 26 نمبر 147)

پھر دو طرفہ اخلاص و محبت کی ایک اور مثال ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ میں جس قدر اخلاص تھا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن انہیں تیز چلنے کی عادت نہیں تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب سیر کے لئے تشریف لے جاتے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی ساتھ ہوتے مگر تھوڑی دُور چل کر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تیز قدم کر لینے تو حضرت خلیفہ اول نے قصبہ کے مشرقی طرف باہر ایک بَڑ کا درخت تھا اس کے نیچے بیٹھ جانا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سیر سے واپس آنا تو پھر آپ کے ساتھ ہو لینا۔ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا کہ حضرت مولوی صاحب سیر کے لئے نہیں جاتے۔ آپ نے فرمایا وہ تو روز جاتے ہیں۔ اس پر آپ کو بتایا گیا کہ وہ سیر کے لئے ساتھ تو چلتے ہیں لیکن پھر بڑ کے نیچے بیٹھ جاتے ہیں اور واپسی پر ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ حضرت خلیفہ اول کو اپنے ساتھ سیر میں رکھتے اور جب آپ نے تیز ہو جانا اور حضرت خلیفہ اوّل نے بہت پیچھے رہ جانا تو آپ نے چلتے چلتے ٹھہر جانا اور فرمانا مولوی صاحب

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

فلاں بات کس طرح ہے۔ مولوی صاحب تیز تیز چل کر آپ کے پاس پہنچتے اور ساتھ چل پڑتے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھوڑی دیر کے بعد پھر تیز چلنا شروع کرتے آگے نکل جاتے تھوڑی دور جا کر پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ٹھہر جاتے اور فرماتے مولوی صاحب فلاں بات اس اس طرح ہے۔ مختلف باتیں ہوتیں۔ مولوی صاحب پھر تیزی سے آپ کے پاس پہنچتے اور تیز تیز چلنے کی وجہ سے ہانپنے لگ جاتے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو اپنے ساتھ رکھتے۔ تیس چالیس گز چل کر مولوی صاحب پیچھے رہ جاتے اور آپ پھر کوئی بات کہہ کر مولوی صاحب کو مخاطب فرماتے اور وہ تیزی سے آپ سے آ کر مل جاتے۔ حضرت مسیح موعود کی غرض یہ تھی کہ اس طرح مولوی صاحب کو تیز چلنے کی عادت ہو جائے۔ یہ صرف تیز چلنے کی مشق نہ ہونے کا نتیجہ تھا کہ مولوی صاحب آہستہ چلتے تھے۔ چونکہ طب کا پیشہ ایسا ہے کہ اس میں عموماً انسان کو بیٹھا رہنا پڑتا ہے اور اگر باہر کسی مریض کو دیکھنے کے لئے جانے کا اتفاق ہو تو سواری موجود ہوتی ہے اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو تیز چلنے کی مشق نہ تھی ورنہ اخلاص آپ میں جس قدر تھا اس کے متعلق خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’چہ خوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمّت نوردیں بودے‘‘۔

(ماخوذ از تحریک جدید کے مقاصد اور ان کی اہمیت، انوار العلوم جلد 14 صفحہ 127-126)

پھر ایک اور مثال ہے جس سے حضرت خلیفہ اول کا اخلاص بھی ظاہر ہوتا ہے اور توکّل بھی۔ حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دلّی میں تھے۔ وہاں حضرت میر صاحب سخت بیمار ہو گئے۔ قولنج کا اتنا سخت حملہ ہوا کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ آپریشن ہونا چاہئے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ بعض یونانی دواؤں سے بغیر آپریشن کے بھی آرام ہو جاتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تار دے دیا کہ جس حالت میں بھی ہوں آ جائیں۔ آپ مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کوٹ بھی نہیں پہنا ہوا تھا، پیسے بھی پاس نہ تھے۔ آپ نے غالباً حکیم غلام محمد صاحب مرحوم امرتسری کو ساتھ لیا اور اسی طرح اٹھ کر چل پڑے۔ حکیم غلام محمد صاحب نے کہا کہ میں گھر سے پیسے وغیرہ لے آؤں مگر آپ نے کہا کہ نہیں حکم یہی ہے کہ جس حالت میں ہو چلے آؤ۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول چلنے میں کمزور تھے جیسا پہلے واقعہ بیان ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو جاتے تو آپ پیچھے رہ جاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہو کر فرماتے کہ مولوی صاحب کہاں ہیں اور حضرت خلیفہ اول بعد میں آ کر ملتے۔ اس طرح پھر پیچھے رہ جاتے۔ پھر کھڑے ہو کر انتظار فرماتے جیسا کہ میں نے واقعہ سنایا۔ مگر آپ غالباً حکیم غلام محمد صاحب کو ساتھ لے کر پیدل بٹالہ پہنچے۔ سٹیشن پر جا کر بیٹھے۔ چلنے میں کمزور تھے لیکن اس کے باوجود کیونکہ حکم آیا کہ فوراً پہنچو اسی طرح پیدل چل کر بٹالہ پہنچ گئے۔ اب دیکھیں یہ اخلاص اور اطاعت ہے کہ زیادہ چلنے میں آپ کو دقّت ہوتی تھی لیکن حکم ہوا تو بٹالے تک تقریباً گیارہ میل کا فاصلہ پیدل پہنچے ہیں۔ حکیم صاحب نے کہا کہ اب کرائے وغیرہ کا کیا انتظام ہوگا۔ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ یہاں بیٹھو اللہ تعالیٰ خود ہی کوئی انتظام کر دے گا۔ توکّل کی یہ مثال ہے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور دریافت کیا کہ کیا آپ حکیم نورالدین صاحب ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ وہ شخص کہنے لگا کہ ابھی گاڑی آنے میں دس پندرہ منٹ باقی ہیں اور میں نے سٹیشن ماسٹر سے کہہ بھی دیا ہے کہ وہ آپ کا انتظار کرے۔ مَیں بٹالے کا تحصیل دار ہوں میری بیوی بہت سخت بیمار ہے آپ ذرا چل کر اسے دیکھ آئیں۔ آپ گئے، مریضہ کو دیکھ کر نسخہ لکھا اور سٹیشن پر واپس آ گئے۔ وہ شخص تحصیل دار بھی ساتھ آیا اور کہا کہ آپ چل کر گاڑی میں بیٹھیں مَیں ٹکٹ لے کر آتا ہوں اور وہ سیکنڈ کلاس کا ایک ٹکٹ اور ایک تھرڈ کلاس کا لے آیا اور ساتھ پچاس روپے نقد دیئے اور کہا کہ یہ حقیر ہدیہ ہے اسے قبول فرمائیں۔ آپ دہلی پہنچے اور جا کر میر ناصر نواب صاحب کا علاج کیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ صحیح توکل کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ میرے بندے کا توکّل صحیح ہے یا نہیں۔ ممکن ہے اس آزمائش کے لئے بعض دفعہ وہ فاقے بھی دے۔ توکّل میں یہ نہیں ہوتا کہ ہر دفعہ پورا ہو جائے۔ بعض دفعہ آزمائش آتی ہے۔ فاقے بھی ہوتے ہیں۔ ننگا بھی کر دے۔ موت کے قریب کر دے تا بندوں کو بتائے کہ میرے اس بندے کا انحصار توکّل پر ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لنگوٹی باندھنی پڑتی ہے، دھجیاں لٹکنے لگتی ہیں اور بعض کو اس کی مدد کے لئے اس طرح ننگا دکھا کر الہام کرتا ہے۔ بعض کو لفظی الہام سے بھی مدد کا حکم دیتا ہے مگر بعض کو اس کی حالت دکھا کر تحریک کرتا ہے۔ مگر توکّل کے صحیح مقام پر جو لوگ ہوتے ہیں وہ کسی سے منہ سے مانگتے نہیں۔

(ماخوذ از الفضل 8 نومبر 1939ء صفحہ 6-7 جلد 27 نمبر 256)

اللہ تعالیٰ لوگوں کی توجہ اس طرف پھیر دیتا ہے اور انتظام کر دیتا ہے لیکن وہ خود جن کو اللہ پہ توکّل ہوتا ہے وہ خود کسی کے پاس نہیں جاتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے خود بھیجتا ہے۔ تو یہ توکّل کا بہت اعلیٰ مقام ہے جو آپ کو حاصل تھا۔

ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا جو مقام تھا بہت بالا مقام تھا، بہت بلند مقام تھا، بڑے ولی اللہ تھے لیکن اس میں غلو بھی نہیں ہونا چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ اس کو اتنا بڑھا دو کہ انتہائی ایسے مقام پر لے جاؤ جہاں مبالغہ ہونا شروع ہو جائے۔ آپ فرماتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اولاد میں سے بعض نے مبالغہ کرنے کی کوشش کی اور بعض غیر مبائع بھی مبالغہ کرتے ہیں۔ لیکن غیر مبائعین جو ہیں یہ آپ کی محبت میں نہیں کرتے بلکہ ان کا مقصد تو اپنا مقصد حاصل کرنا ہے۔ لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سچائی کے اظہار سے بھی نہیں رکنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچائی کا اظہار بھی کیا ہے اور آپ کے مقام کو بھی بلند کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بیشک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی تعریف فرمائی۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کی بڑی تعریف فرمائی۔ مگر قرآن اس لئے نہیں اترا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت قائم کی جائے۔ نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں یہ کہیں ذکر آتا ہے کہ ہم نے تجھے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ تُو نورالدین کی عزت قائم کرے۔ ہاں جو سچائی اور حقیقت تھی اس کا آپ نے اظہار کر دیا۔ مثلاً آپ نے فرمایا ’’چہ خوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمّت نورِ دیں بودے‘‘۔ مگر یہ تو ایک سچائی ہے جو کہنی چاہئے تھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے بڑی قربانیاں کی ہیں۔ اب جس نے قربانی کی ہو اس کی قربانی کا اظہار نہ کرنا ناشکری ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ایک مریض آیا اور اس نے ذکر کیا کہ مولوی صاحب سے مَیں نے علاج کروایا تھا جس سے مجھے بڑا فائدہ ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُس دن بیمار تھے مگر جب آپ نے یہ بات سنی تو آپ اسی وقت اٹھ کر بیٹھ گئے اور حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہی مولوی صاحب کو تحریک کر کے یہاں لایا ہے اور اب ہزاروں لوگ ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر مولوی صاحب یہاں نہ آتے تو ان لوگوں کا کس طرح علاج ہوتا۔ پس مولوی صاحب کا وجود بھی خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ یہ شکر گزاری تھی لیکن غلو نہیں تھا۔

(ماخوذ از الفضل 2 اگست 1956ء صفحہ 2 جلد 45/10 نمبر 179)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی عاجزی کی جو انتہا تھی اس کا ذکر ایک صحابی کے حوالے سے حضرت مصلح موعود نے کیا ہے۔ ایک صحابی کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنے کے لئے آیا آپ مسجد مبارک میں بیٹھے تھے اور دروازے کے پاس جوتیاں پڑی تھیں۔ ایک آدمی سیدھے سادے کپڑوں والا آ گیا اور آ کر جوتیوں میں بیٹھ گیا۔ یہ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے سمجھا کہ یہ کوئی جوتی چور ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی جوتیوں کی نگرانی شروع کر دی کہیں وہ لے کر بھاگ نہ جائے۔ کہنے لگے اس کے کچھ عرصے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے اور میں نے سنا کہ آپ کی جگہ کوئی اور شخص خلیفہ بن گیا ہے اس پر میں بیعت کرنے کے لئے آیا۔ جب میں نے بیعت کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ وہی شخص تھا جس کو میں نے اپنی بیوقوفی سے جوتی چور سمجھا تھا (یعنی حضرت خلیفہ اول) اور میں اپنے دل میں سخت شرمندہ ہوا۔ آپ کی عادت تھی کہ آپ جوتیوں میں آ کر بیٹھ جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آواز دیتے تو آپ ذرا آگے آ جاتے۔ پھر جب کہتے کہ مولوی نورالدین صاحب نہیں آئے تو پھر کچھ اور آگے آ جاتے۔ اس طرح بار بار کہنے کے بعد کہیں وہ آگے آتے تھے۔ تو یہ صحابی پھر بیان کرتے ہیں کہ میں ان کی اولاد کو بھی کہا کرتا تھا کہ یہ مقام جو انہوں نے حاصل کیا اس طرح عاجزی سے حاصل کیا تھا۔

(ماخوذ از الفضل 27 مارچ 1957ء صفحہ 5 جلد 46/11 نمبر 74)

بہرحال یہ تو تھی آپ کی عاجزی، اس شخص کی عاجزی جو علم و معرفت میں بھی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ جو ہندوستان کے چوٹی کے حکماء میں سے تھا۔ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت بڑے عظیم اعزاز سے نوازا۔ لیکن ان سب باتوں نے آپ کو عجز میں اور زیادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور آپ کے نام پر فساد پیدا کرنے والوں کو بھی عقل دے اور سمجھ دے اور ہمیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق اس نمونے سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج ماریشس کا جلسہ سالانہ بھی ہو رہا ہے اور ماریشس میں جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے ایک سو سال ہو چکے ہیں۔ وہ اپنی سینٹنری (centenary) منا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ جلسہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور یہ سو سال آئندہ وہاں نئی ترقیات کا پیش خیمہ ثابت ہوں اور نئے سے نئے منصوبے کریں وہاں بعض فسادی لوگ بھی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بھی جماعت کو محفوظ رکھے اور ہر شر سے بچائے اور ہر لحاظ سے جلسے کو اور ان کے پروگراموں کو بابرکت فرمائے۔

بقیہ: رپورٹ دورۂ ہالینڈ و جرمنی از صفحہ نمبر 2

ڈپٹی کمشنر کا ایڈریس

امیر صاحب کے ایڈریس کے بعد Helena Hoon صاحبہ ڈپٹی کمشنر نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوفہ نے کہا: عزت مآب خلیفۃ المسیح! میں اس موقع پر حضور انور کو خوش آمدید کہتی ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ یہاں آئے ہیں۔ آپ کا سفر اچھا گزرا ہوگا اور اس شہر میں قیام آپ کو پسند آئے گا۔

جماعت احمدیہ کے بارہ میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ بڑی پُر امن جماعت ہے۔ یہ ایک نہایت اہم امر ہے کہ یہاں مختلف قومیں اور مذاہب اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ سب امن اور رواداری کے ساتھ رہ رہے ہیں اور ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں۔

موصوفہ نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے لوگ یکم جنوری کو صفائی کرتے ہیں اور نئے سال کی آمد پر سڑکوں اور راستوں کو صاف کرتے ہیں۔ یہ کام انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ یہ بڑی عزت کی بات ہے۔ پھر جماعت نے ریفیوجیز کیلئے جو مدد کی پیشکش کی ہے، یہ سب ثابت کرتا ہے کہ جماعت اس شہر کیلئے بہت مفید ہو گی۔ آپ کی ترجمانی کی صلاحیت ہمارے لئے قابلِ ستائش ہے۔ اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

آپ کی چھوٹی سی جماعت بہت کام کر رہی ہے اور سوسائٹی میں اپنا حصہ ڈال رہی ہے۔

جب یہ مسجد بن جائے گی تو یہ شہر بدل جائے گا اور خدا تعالیٰ کا پیارا گھر اس شہر کی علامت بن جائے گا۔ یہ سوسائٹی کو اپنے زیرِ اثر لینے والی اور سوسائٹی کو بدلنے والی مسجد بن جائے گی۔

موصوفہ نے کہا کہ ریفیوجیز کی آمد ہمیں دکھا رہی ہے کہ ان کو سنبھالنے کا سارا کام آسان نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم سب ایک دوسرے سے امن اور پیار سے پیش آئیں اور ایک دوسرے کی عزت کریں۔

آخر پر انہوں نے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا کہ مسجد کی تعمیر جلد مکمل ہو اور سب کام خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔

شہر کے میئر کا ایڈریس

بعد ازاں شہر Nordhorn کے میئر Thomas Berling نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

☆ عزت مآب خلیفۃ المسیح! اور جماعت احمدیہ کے ممبران! یہ میرے لئے بہت عزت کی بات ہے کہ خلیفۃ المسیح جو جماعت احمدیہ کے سربراہ ہیں Nordhorn تشریف لائے ہیں اور میں آپ کے استقبال کی سعادت پا رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہے خلیفۃ المسیح کی مصروفیات بہت زیادہ ہیں اور اتنا وقت تو نہیں ہے، اس لئے حضور انور کیلئے Nordhorn کے مختلف مقامات کی تصاویر پر مبنی کتابی شکل میں ایک تحفہ تیار کیا ہے۔ میں یہ تحفہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ (چنانچہ میئر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ تحفہ پیش کیا۔)

پھر میئر صاحب نے کہا کہ یہاں کی جماعت نے ہمیشہ سے ہی شہری انتظامیہ سے بہت اچھا تعلق رکھا ہے۔ یہی تعلق ان کا گزشتہ میئر صاحب سے رہا اور اب میرے ساتھ بھی اور تمام شہری انتظامیہ کے ساتھ بہت اچھا تعلق ہے اور تعاون کرنے والی جماعت ہے۔ اس لئے جب جماعت کا مسجد بنانے کا پروگرام بنا تو وہ فوراً میرے پاس آئے اور ہم نے مل کر ایک مناسب جگہ کا انتخاب کیا اور مل جُل کر کام کیا۔

میئر صاحب نے بتایا کہ اس شہر میں مختلف فرمز اور کمپنیز ہالینڈ اور جرمنی کی مختلف جگہوں سے آئی ہیں اور ادھر ان کا گھر بن گیا ہے۔ اس طرح سے ان کی فیملیز بھی ادھر آ گئی ہیں اور اِس کے ساتھ ساتھ مختلف کلچر اور مذاہب کے ماننے والے یہاں موجود ہیں۔ اسی طرح مسلمان بھی آباد ہیں، جیسے ترک جماعتیں ہیں اور اسی طرح احمدیہ مسلم جماعت بھی یہاں موجود ہے۔

پھر میئر صاحب نے کہا کہ یہ جو جرمنی میں refugees آ رہے ہیں ان میں سے بہت سے Nordhorn بھی آ رہے ہیں۔ Nordhorn کے شہری تو بہت اچھا نمونہ پیش کر رہے ہیں اور پیار اور محبت سے پیش آ رہے ہیں جس وجہ سے مجھے اس شہر کا میئر ہونے پر بہت فخر بھی ہے۔ یہاں کے شہریوں میں ڈر اور خوف کم ہے اور معاملات کا زیادہ سے زیادہ حل تلاش کرتے ہیں۔

پھر میئر صاحب نے کہا کہ مجھے اس بات سے نہایت خوشی ہوئی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت نے بھی اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ مجھے ایک خط ملا ہے جس میں جماعت نے خاص طور پر رہائش اور ترجمانی میں خدمات پیش کی ہیں۔ اس بات پر میں جماعت احمدیہ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میئر نے کہا کہ یہ جو جماعت کا ماٹو ہے، ''محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں'' ایک بہت ہی خوبصورت ماٹو ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جماعت اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ اب یہ مسجد جو بنے گی تو اس مسجد سے بھی سب شہریوں کو جماعت سے رابطے میں رہ کر بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ احمدی پیار اور محبت کرنے والے ہیں اور اس ماٹو کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

آخر پر میئر صاحب نے کہا کہ مَیں امید کرتا ہوں کہ ہم مسجد کی تعمیر کے مکمل ہونے پر دوبارہ یہاں جلد ملیں گے۔ آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔

اس کے بعد دو بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع سنگِ بنیاد ''مسجد صادق'' Nordhorn (جرمنی)

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا:

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج یہاں کی جماعت اپنی مسجد کی بنیاد رکھ رہی ہے اور یہ مسجد اُن بنیادوں پر قائم کی جا رہی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیادیں قائم کرتے ہوئے دعا اور خواہش کی تھی کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں۔ ایسے لوگ پیدا ہوں جو فرمانبردار ہوں اور فرمانبرداری کس کی؟ خدا تعالیٰ کی۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فرستادہ کو بھیجا جو مسیح موعود اور مہدی موعود بن کے آئے انہوں نے کہا کہ دو مقاصد ہیں جن کی طرف انسان کو توجہ دینی چاہئے اور ان دو مقاصد کے پورا کرنے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور وہ یہ ہیں کہ ایک خدا تعالیٰ کا حق ادا کرو، اس کی عبادت کا حق ادا کرو، اس کی طرف توجہ کرو۔ دوسرے یہ کہ ہر انسان ہر دوسرے انسان کے حق ادا کرے۔ گویا کہ دو طرح کے حقوق ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا حق، ایک بندہ کا حق جو ہر انسان کا فرض ہے کہ ان کی طرف توجہ دے اور ادا کرے۔ اور یہی وہ دو چیزیں ہیں اگر ان کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو دنیا میں محبت اور پیار پیدا ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کی نفرتیں دور ہوتی ہیں۔ پس ان نفرتوں کو دور کرنے کے لئے مساجد کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ان نفرتوں کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے فرستادوں کو بھیجتا ہے۔ انبیاء کو بھیجتا ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

امیر صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا کہ یہاں دریا بھی ہیں نہریں بھی ہیں۔ اور پانی جو ہے وہ زندگی کی ایک علامت ہے اور زندگی کے لئے ضروری ہے۔ جس طرح یہ مادی پانی، یہ ظاہری پانی زندگی کے لئے ضروری ہے اسی طرح ایک پانی خدا تعالیٰ بھی اتارتا ہے جو روحانی پانی ہوتا ہے اور وہ پانی اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور فرستادوں کے ذریعہ بھیجتا ہے جو دنیا کو روحانی لحاظ سے زندہ کرتے ہیں اور ان کی زندگی کے سامان پیدا کرتے ہیں۔ ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ جب بھی اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے کہ دنیا کو، انسانوں کو روحانی پانی کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے نیک لوگوں کو بھیجتا ہے جو پھر دنیا کو نیکیوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ ان کو ان کے حقوق کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنا اور بندہ کا حق ادا کرنا۔ اور جب ان کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو پھر ایک محبت اور پیار کی فضا ہر طرف پیدا ہو جاتی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہم مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ربّ العالمین ہے۔ تمام جہانوں کا رب ہے۔ تمام مخلوق کا رب ہے۔ تمام انسانوں کا رب ہے۔ ہر انسان چاہے وہ مسلمان ہے، عیسائی ہے، یہودی ہے یا کسی بھی مذہب کا ہے یا بعض دفعہ ایسے بھی جو کسی بھی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے ان کا بھی ربّ ہے کیونکہ دنیا میں جو چیزیں میسر ہیں جن سے انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے وہ سب ہمارے ایمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اور عطا کردہ ہیں۔ پس ہر انسان جو اس دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اس ربوبیت کی وجہ سے ہی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ ہر ایک کا رب ہے اس کے ماننے والے اس پر زیادہ سے زیادہ یقین رکھنے والے اور یہ سمجھنے والے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سچائی کے ساتھ ایک فرستادہ کو ایک نبی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو ہمارا یہ بھی کام ہے کہ ہر ایک کے لئے جو سہولت کے سامان ہوں، آسانی کے سامان ہوں، خدمت کے سامان ہوں وہ پیدا کریں اور اسی لئے جیسا کہ میئر صاحب نے بھی ذکر کیا کہ جماعت نے پیشکش کی کہ اگر یہاں جو refugees آ رہے ہیں یہاں کسی بھی طرز کے کام کے لئے جماعت احمدیہ کی خدمات کی ضرورت ہے تو ہم ہر لحاظ سے اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کے لئے جو بھی پروگرام یہاں کی حکومت اور میئر یا مقامی کونسل بنائے گی اس میں تعاون کریں گے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہاں یہ بتایا گیا کہ یہاں رہنے والے کا اپنا ایک گھر ہے۔ گھر کس لئے بنایا جاتا ہے؟ اس لئے کہ ایک تحفظ اس کو فراہم ہو۔ موسم سے بھی تحفظ فراہم ہو اور ماحول کے جو دوسرے بد اثرات ہیں ان سے بھی تحفظ فراہم ہو۔ اگر ماحول صاف بھی ہو تب بھی بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی نہ کسی طرح نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ جانور ہیں یا دوسری چیزیں ہیں ان سے انسان کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے انسان ایک تحفظ کے لئے اپنی رہنے کی جگہ بناتا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک گھر میں میاں بیوی اور بچے رہ کر ایک خاندان اکٹھا ہو کر جمع ہو کر اپنے لئے ایک سکون کے سامان پیدا کرتا ہے امن کے سامان پیدا کرتا ہے۔ محبت اور پیار سے رہنے کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اور وہ گھر اس بات کی نشانی ہوتی ہے کہ یہاں رہنے والے پیار محبت اور سکون سے رہنے والے ہیں۔

پس اسی طرح جب ہم خدا تعالیٰ کا گھر بناتے ہیں تو

وہ بھی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر بنائے ہوئے اس گھر میں ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے جمع ہوں اور اس لئے جمع ہوں کہ امن اور سکون سے ہم نے رہنا ہے۔ آپس میں بھی امن وسکون سے رہنا ہے۔ اِس گھر میں آنے والے وہ لوگ جو خدا کی عبادت کرنے والے ہیں، مسلمان ہیں، مسجد میں آتے ہیں انہوں نے آپس میں بھی سکون سے رہنا ہے اور یہی سکون اور تحفظ دوسروں کو بھی مہیا کرنا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شہر میں رہنے والے ایک محلّہ میں رہنے والے جب گھر بنائیں تو اپنے لئے تو یہ توقع کریں کہ ہمیں اس گھر میں ہر طرح کا تحفظ بھی ملے، سکون بھی ملے، آپس میں ہم امن سے بھی رہیں ہر طرح کی سلامتی کے بھی ہم خواہشمند ہوں لیکن جو ہمارے ہمسائے ہیں، دوسرے لوگ ہیں ان کا ہم سکون بھی برباد کریں ان کو ہر طرح نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔ یہ کسی بھی معاشرہ میں برداشت نہیں کیا جا سکتا اور اگر یہ ہو تو فوراً ہمسائے جو شریف ہمسائے ہیں جمع ہو کر ایسے غلط کام کرنے والوں کو اس گھر سے باہر کریں گے۔ اپنے محلّہ سے نکال دیں گے بلکہ اپنے شہر سے نکال دیں گے۔ پس جب جماعت احمدیہ مسجد بناتی ہے تو اس سوچ کے ساتھ کہ ہم نے اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ جس طرح تحفظ ہمیں اپنے لئے چاہئے، جس طرح سکون اور امن ہمیں اپنے لئے چاہئے وہی سکون اور امن ہم نے اپنے ماحول کو بھی مہیا کرنا ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ مسجد جو انشاء اللہ تعالیٰ بن رہی ہے یہ اس سوچ کے ساتھ بن رہی ہے کہ جہاں یہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے عبادتگاہ ہے، جمع ہو کر اکٹھے ہو کر خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کی جگہ ہے، وہاں یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنے والی بھی ہے۔ اپنے ہمسایوں کے حق ادا کرنے والی بھی ہے۔ اور ہمسایوں کے حقوق تو اسلام میں اس قدر ہیں کہ بانی اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہمسایوں کے حقوق کی اس قدر تاکید فرمائی اور قرآنِ کریم میں بھی اس کی تعلیم ہے اور صحابہؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر تلقین فرمایا کرتے تھے کہ بعض صحابہؓ نے سمجھا کہ شائد ہماری وراثت میں بھی ہمسائے شامل ہو جائیں۔ تو یہ جو ہمسائے کا حق ہے وہ اسلام نے قائم کیا اور یہ حق اسی صورت قائم ہو سکتا ہے جب اپنے ماحول میں آدمی امن اور سکون سے رہے اور امن اور سکون اپنے ہمسایوں کو مہیا کرے۔ پس جماعت احمدیہ کی مسجد اسی سوچ کے ساتھ بنائی جاتی ہے اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد بنے گی تو اس کی خوبصورتی اور جماعت کے افراد کی خوبصورتی، ان کی خدمت کا جذبہ اور ان کا امن اور محبت اور پیار کا پیغام یہاں مزید پہلے سے بڑھ کر پھیلے گا۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مَیں اس شہر کی خوبصورتی تو آتے ہوئے دیکھ چکا ہوں۔ چھوٹا سا شہر ہے صاف ستھرا خوبصورت اور اسی طرح یہاں کے لوگ بھی خوبصورت ہیں۔ یہاں اس وقت بہت بڑی تعداد میں آپ کی موجودگی اس بات کا اظہار ہے کہ آپ میں بے انتہا وسعتِ حوصلہ ہے۔ آپ نے یہاں باہر سے آنے والے احمدیوں کو جذب کیا ہے۔ اگر انہوں نے آپ کی طرف قدم بڑھایا ہے تو آپ نے ان کی طرف اس سے بڑھ کر قدم بڑھایا ہے۔ اگر آپ نہ چاہتے تو یہ باہر سے آنے والے احمدی جو یہاں آباد ہیں جن میں سے اکثریت پاکستان سے آئی ہوئی ہے یہ کبھی اس شہر میں رہ نہ سکتے۔ پس یہ صرف یہاں آئے ہوئے احمدیوں کے حوصلہ مندی یا برداشت اور اپنے آپ کو اس ماحول میں جذب کرنے کی صلاحیت نہیں ہے بلکہ یہ آپ لوگوں کی حوصلہ مندی اور برداشت ہے جنہوں نے مختلف قوم کے لوگوں کو، مختلف مذہب کے لوگوں کو یہاں برداشت کیا ہوا ہے اور اپنے میں جذب کیا ہوا ہے اور نہ صرف جذب کیا بلکہ اس طرح جذب کیا کہ آپ لوگ ایک ہو گئے اور ایک ہو کر اس شہر کی ترقی کے لئے اور اس ملک کی ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ یہ سوچ انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گی اور جب مسجد بنے گی تو آپ دیکھیں گے کہ جیسا مَیں نے پہلے بھی کہا کہ محبتیں پہلے سے بڑھ کر ظاہر ہوں گی۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک بات جو میں شروع میں کہنا چاہتا تھا جو نہیں کہہ سکا۔ مَیں گزشتہ سفر میں بھی یہاں جرمنی آیا ہوں تو بعض مساجد کے سنگِ بنیاد یا افتتاح کے پروگرام اتفاق سے سفر کے دوران رکھے گئے اور جب انسان سفر میں ہو تو بعض دفعہ پروگرام میں دیر ہو جاتی ہے، upset ہو جاتے ہیں۔ آج بھی میرا خیال تھا ہم بڑے وقت پہ نکلے ہیں اور وقت پہ ہم پہنچ جائیں گے لیکن راستہ میں بارش، slow ٹریفک کی وجہ سے ہم وقت پر پہنچ نہیں سکے اس کے لئے میں معذرت بھی چاہتا ہوں۔ آپ لوگوں کو انتظار کرنا پڑا اور یہ انتظار کرنا اور کم از کم آدھا پونا گھنٹہ، چالیس پینتالیس منٹ سے زائد انتظار کرنا یہ اس بات کا اظہار ہے کہ آپ میں ایک تو وسعتِ حوصلہ ہے دوسرے آپ یہاں کے رہنے والے احمدیوں کے جذبات کا پاس کرنے والے ہیں۔ ان کے جذبات کو سمجھتے ہوئے آپ نے یہ سمجھا کہ یہاں بیٹھیں اور اس فنکشن میں شامل ہوں کیونکہ بعض ایسے بھی ہوں گے جن کو کام ہوں گے اور مصروفیات ہوں گی، کوئی اور appointments ہوں گی لیکن پھر بھی یہاں اتنا عرصہ بیٹھنا یہ سب کچھ آپ لوگوں کی وسعتِ حوصلہ کی نشان دہی کرتا ہے۔ خدا کرے کہ یہ وسعتِ حوصلہ آئندہ بھی قائم رہے اور جماعت کے ممبران بھی یہاں اپنے آپ کو صحیح طور پر پیش کر سکیں۔ اپنے نمونے پیش کر سکیں۔ اپنی خدمات پہلے سے بڑھ کر پیش کر سکیں۔ اور یہ محبت کا جو دَور ہے یہ ہمیشہ چلتا چلا جائے۔ اور جب یہ مسجد بنے تو اس شہر میں مسلمانوں کے بارہ میں بعض لوگوں کے جو تحفظات ہیں وہ دور ہوتے ہوئے نئے سِرے سے اور نئی راہیں کھلیں اور ہر ایک کو پتا چل جائے کہ حقیقی مسلمان امن پیار اور محبت کے علاوہ کچھ نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ہی مَیں نیک تمناؤں کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں اور پھر آپ سب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شکریہ۔

.....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا یہ خطاب دو بجکر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز اُس جگہ تشریف لے گئے، جہاں مسجد صادق کا سنگِ بنیاد رکھا جانا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے دعاؤں کے ساتھ بنیادی اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی نے مسجد کی بنیاد کی اینٹ رکھی۔ پھر بعد ازاں علی الترتیب درج ذیل جماعتی عہدیداران اور احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(1) مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت جرمنی۔ (2) میئر Thomas Berling صاحب۔ (3) ضلعی ڈپٹی کمشنر Helena Hoon صاحبہ۔ (4) عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ (5) مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی۔ (6) مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال۔ (7) مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکریٹری۔ (8) مستنصر احمد صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ۔ (9) مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی۔ (10) مکرم حسنات احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی۔ (11) مکرمہ امۃ الحئی صاحبہ صدر مجلس لجنہ اماءِ اللہ جرمنی۔ (12) مکرم رشید ارشد خان صاحب ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے منصوبہ سو مساجد۔ (13) مکرم اشتیاق احمد صاحب ریجنل امیر و صدر جماعت Nordhorn۔ (14) مکرم خواجہ شبیر احمد صاحب سیکرٹری تربیت Nordhorn۔ (15) مکرم فصیح الدین عرفان صاحب زعیم انصار اللہ Nordhorn۔ (16) مکرم صالح احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ Nordhorn۔ (17) محترمہ مبارکہ عرفان صاحبہ صدر لجنہ اماءِ اللہ مجلس Nordhorn۔ (18) مکرم عطاء الحلیم احمد صاحب۔ (19) عزیزہ فوزیہ فیصل ملک واقفہ نو۔ (20) عزیزم یحییٰ یوسف واقفِ نو

سنگِ بنیاد کی تقریب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں بچیوں نے دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے ازراہِ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں تمام مہمانوں کیلئے دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

کھانے کے پروگرام کے بعد اس تقریب میں شامل ہونے والے میڈیا اور پریس کے نمائندگان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا انٹرویو لیا۔

.....

میڈیا کو انٹرویو

درج ذیل میڈیا کے نمائندگان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا انٹرویو لیا۔

1۔ TV NDR یہ نارتھ جرمنی کا ٹی وی چینل ہے جسے کئی ملین لوگ دیکھتے ہیں۔

2۔ EMS TV یہ ایک لوکل ٹی وی چینل ہے۔

3۔ FFN Radio یہ بھی نارتھ جرمنی کا ریڈیو ہے۔ اس کو بھی ملینز کی تعداد میں لوگ سنتے ہیں۔

☆ ٹی وی اور ریڈیو چینل کے نمائندگان نے درج ذیل سوالات پوچھے؛

☆ آپ نے ابھی بتایا تھا کہ آپ Nordhorn شہر سے گزر کر یہاں آئے ہیں۔ آپ کو اس شہر کی کیا چیز سب سے زیادہ پسند آئی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛ میں نے صاف ستھری سڑکوں، خوبصورت گھروں اور ایک خاموش اور پُرسکون علاقہ کا مشاہدہ کیا ہے۔

☆ آپ کو کیسا لگ رہا ہے کہ آپ دوبارہ جرمنی تشریف لائے ہیں اور ایک اور مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛ ہماری خواہش ہے کہ جہاں بھی ہماری جماعت قائم ہو وہاں پر مسجد بھی موجود ہونی چاہئے۔ جس طرح سے ایک طبعی خواہش ہوتی ہے کہ جہاں بھی انسان رہے وہاں پر اس کا اپنا گھر بھی ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ جہاں بھی کوئی جماعت ہو وہاں پر ان کی مسجد بھی ہو جہاں وہ جمع ہو سکیں اور باجماعت عبادت کر سکیں۔

☆ جماعت Nordhorn کو ان کی مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے آپ کونسی نیک تمنائیں دینا چاہتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

میں نے اپنی خواہش کا اظہار ابھی کیا ہے کہ جب یہ مسجد تعمیر ہو جائے تو ہماری جماعت کو اپنے اصل اخلاق اور اپنے مذہب کی اصل تصویر کے مظاہرہ میں مزید فعّال ہونا چاہئے۔ اور یہ مذہب اسلام ہے جو کہ امن، محبت اور ہم آہنگی کا پیکر ہے۔ پس مَیں امید کرتا ہوں کہ جب یہ مسجد تعمیر ہو جائے گی تو امن، محبت اور ہم آہنگی کا پیغام اس سے پھیلے گا۔

.....

آج کی اس تقریب میں یکصد سے زائد مہمان شامل ہوئے جن میں Mr. Thomas Berling (میئر Nordhorn)، Helena Hoon صاحبہ (ڈپٹی کاؤنٹی کمشنر)، Danila صاحبہ (میئر Emlichscheim)، میئر Neuenhaus، میئر Wietmarschen، Mr. Meinhard سابق میئر، Mr. Friedel Witte سابق میئر۔

اس کے علاوہ سٹی کونسل کے نمائندگان، سیاستدان، وکلاء، اساتذہ، پولیس چیف، پادری، ڈاکٹرز، طلباء اور دیگر چیریٹی تنظیموں کے لوگ شامل تھے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد مہمان باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے پاس آکر شرف ملاقات پاتے رہے۔ حضور انور ازراہ شفقت مہمانوں سے گفتگو فرماتے رہے۔

ایک سابق میئر Friedel Witte نے اس بات کا اظہار کیا کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہاں اپنے شہر میں آنے کی دعوت دی تھی لیکن وہ یہاں آ نہ سکے، کوئی موقع ہی نہیں بنا۔ اب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز یہاں ہمارے شہر میں تشریف لائے ہیں تو میری یہ خواہش پوری ہو گئی ہے کہ خلیفۃ المسیح ہمارے شہر میں آئیں۔

.....

بعد ازاں تین بج کر چالیس منٹ پر یہاں سے روانہ ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔ نماز ظہر وعصر کا انتظام اسی ہوٹل میں کیا گیا تھا۔ سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

بیت السبوح (فرینکفرٹ) میں حضور انور کا ورود مسعود اور والہانہ استقبال

نمازوں کی ادائیگی کے بعد ساڑھے چار بجے یہاں سے فرینکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے فرینکفرٹ کا فاصلہ ساڑھے تین سو کلومیٹر ہے۔ چار گھنٹے کے سفر کے بعد رات ساڑھے آٹھ بجے ’’بیت السبوح‘‘ فرینکفرٹ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ورود مسعود ہوا۔ جہاں احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں بچیوں نے ایک بڑی تعداد میں اپنے پیارے آقا کا والہانہ انداز میں بڑا پُر جوش استقبال کیا۔ بچوں اور بچیوں کے گروپس مسلسل دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کر رہے تھے۔ احباب اور خواتین اپنے ہاتھ ہلا کر اپنے دلی جذبات اور فدائیت کا اظہار کر رہے تھے۔ اھلاً وسھلاً ومرحبا کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے لوکل امیر فرینکفرٹ مکرم ادریس احمد صاحب اور مبلغ سلسلہ محمد اشرف ضیاء صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور احباب جماعت کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج فرینکفرٹ ریجن کی جماعتوں کے علاوہ ویزبادن، Bad Homburg, Hanau, Morfelden, Gross Gerau، کوبلنز، برلن Friedberg ، ہمبرگ، Koln, Limburg اور Chemnitz کی جماعتوں اور شہروں سے لوگ اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے پہنچے تھے۔

کوبلنز (Koblenz) سے آنے والے 135 کلومیٹر، Koln سے آنے والے 175 کلومیٹر، ہمبرگ سے آنے والے پانچ صد کلومیٹر اور برلن سے آنے والے ساڑھے پانچ صد کلومیٹر کا طویل فاصلہ طے کر کے اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے پہنچے تھے۔

نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں ایک ہزار کے لگ بھگ افراد مرد و خواتین اور بچوں نے نماز مغرب و عشاء ادا کرنے کی سعادت پائی۔ مرد و خواتین کے ہال نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ بڑے لمبے فاصلے طے کر کے لوگ نماز کی ادائیگی کے لئے پہنچے تھے۔ ان نمازوں میں ایک تعداد ان لوگوں کی بھی تھی جو گزشتہ تین ماہ میں پاکستان سے جرمنی پہنچی تھی۔ اور ان کی زندگی میں خلیفۃ المسیح کی اقتدا میں ان کی یہ پہلی نماز تھی۔ جہاں یہ اپنی خوش نصیبی پر خوش تھے وہاں ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ اور یہ ان بابرکت لمحات سے فیضیاب ہو رہے تھے اور ان کی برسوں کی تشنگی پیارے آقا کے دیدار سے سیراب ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں اور برکتیں ہم سب کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین

.....

مسجد صادق کی تقریب سنگ بنیاد میں شامل ہونے والے مہمانوں کے تأثرات

مسجد صادق (Nordhorn,Germany) کے سنگِ بنیاد کی تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب نے گہرا اثر چھوڑا اور بہت سے مہمان اپنے دلی جذبات اور تاثرات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

☆ **اس تقریب میں ایک لوکل ٹی وی چینل کی چند نمائندہ خواتین بھی آئی ہوئی تھیں۔ انہوں نے حضور انور کا انٹرویو بھی لیا۔**

انٹرویو کے بعد ایک نمائندہ خاتون Angie صاحبہ کہنے لگیں: ابھی جب میں آپ کے خلیفہ کا انٹرویو لے رہی تھی تو میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ ہوا ہے۔ میں اس واقعہ کو اپنے دوستوں کو نہیں بتا سکتی کیونکہ وہ سمجھیں گے کہ میں پاگل ہو گئی ہوں۔ میں شروع سے ہی روحانیت میں دلچسپی رکھتی ہوں۔ جب آپ کے خلیفہ خطاب فرما رہے تھے، تب میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی حضور سے بات کروں۔ میرا پلان نہیں تھا کہ میں انٹرویو لوں لیکن اب یہ شدید خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں ایسا کر سکوں۔

پھر کہنے لگی کہ میرا یہاں آنا عجیب اتفاقات کے بعد ممکن ہوا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ خدا مجھے یہاں لے آیا ہے اور خلیفہ سے ملایا ہے کیونکہ بظاہر ممکن نہ تھا کہ میں یہاں آتی۔

کہنے لگی کہ آپ کے خلیفہ سے ملاقات میرے بیان سے باہر ہے۔ ان کی آنکھوں کی طرف دیکھنا بہت ہی زیادہ عجیب تھا۔ میں نے ان کی آنکھوں میں ایک روشن tunnel دیکھی اور مجھے محسوس ہوا کہ میں خدا تعالیٰ کو محسوس کر رہی ہوں۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص خدا کا خاص بندہ اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

مجھے یوں لگا کہ جیسے میرے حواس جواب دے گئے ہوں اور مجھے اگلے دس دن نیند نہیں آئے گی۔ انٹرویو کے دوران مَیں اردگرد سب کچھ بھول گئی۔ مجھے یہ بھی یاد نہیں رہا کہ میں نے حضور سے کیا کیا سوال کئے۔ بس مجھے صرف یہ یاد ہے کہ حضور کی آنکھیں بول رہی تھیں۔ میں یہ منظر کبھی نہیں بھول سکتی۔ مجھے یوں لگا جیسے میں اس دنیا میں نہیں ہوں۔

کہنے لگی کہ میں اس وقت بہت مشکلات سے گزر رہی ہوں لیکن یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آج حضور سے ملاقات کے بعد سارے مسائل کا حل مل گیا ہے۔ میں نے آج کچھ فیصلے کئے ہیں۔ وہ بار بار کہتی گئی کہ یہ واقعہ میں کسی کو نہیں سنا سکتی کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ میں پاگل ہو گئی ہوں۔

☆ **مہمانوں میں ایک کیتھولک مذہب کے پیرو Paul Sholand صاحب تھے۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** میں چرچ جایا کرتا تھا لیکن وہاں مجھے ہمیشہ بے چینی ہوتی۔ پادری ہمیشہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا اور ہمیں گنہگاروں کی طرح حقارت سے دیکھتا۔ لیکن آج بہترین طریقہ سے مجھے خوش آمدید کہا گیا اور آپ کے خلیفہ نے نہ مجھے اور نہ کسی اور کو حقارت سے دیکھا کیونکہ وہ بہت منکسر المزاج ہیں۔ خلیفہ کی شخصیت میں کسی قسم کا بناوٹی پہلو نہیں ہے۔ حضور کی شخصیت کو بہت ہی تسکین بخش محسوس کیا اور بزرگی اور بڑائی پائی اور آپ کو انسانوں کا ہمدرد پایا۔

مزید اُن کا کہنا تھا کہ حضور کی آواز کو بہت ہی خوش الحان پایا جس کو سننا دل کو سکون دیتا ہے۔ تمام ماحول کو پیار محبت اور انسانی ہمدردی سے پُر پایا۔ یہی حقیقی رہنماؤں کا طریق کار ہوتا ہے۔ وہ ہر ایک کی عزت کرتے ہیں۔ میں آج کا دن کبھی نہیں بھولوں گا۔

☆ **Mrs Jutta جو کہ کونسلر ہیں نے بیان کیا:** میں خلیفۃ المسیح کا خوبصورت خطاب سن کر جذباتی ہو گئی اور خطاب کے دوران آبدیدہ ہو گئی۔ پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ حضور انور کے خطاب کے دوران احمدی اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایسی محبت دیکھ کر میں اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی۔ حضور انور کے مقام و مرتبہ کے باوجود آپ اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز نہیں سمجھتے۔ حضور کو بہت بے تکلف، سادہ اور انسانوں کا ہمدرد پایا۔ انہوں نے کہا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایسی بڑی شخصیت تاخیر سے آنے پر معذرت کرے گی۔ اس بات نے ہمیں حضور کا دوست بنا لیا۔ احمدیوں کی خلیفہ سے محبت سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ حضور امن کے پیامبر ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں امن کی اہمیت، محبت، رحم اور اتفاق پر بہت اچھے طریق پر زور دیا۔ خلیفہ کی آواز نہایت سکون بخش ہے۔ جب خلیفہ کو دیکھتے ہیں تو ایک عجیب اور بے مثال کیفیت ہو جاتی ہے۔ میں خلیفۃ المسیح کے پیغام سے بہت متاثر ہوئی ہوں اور اس سے اعتماد بھی بڑھا ہے۔ انہوں نے میرے دل کو چُھوا ہے۔

☆ **سابق میئر صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ** میں ابھی اپنے ساتھیوں کو کہہ رہا تھا کہ اتوار کو چرچ جانے کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ ضروری اور اچھا تھا خلیفہ نے کہہ دیا ہے۔

☆ **ایک سیاستدان کا کہنا تھا کہ** جب حضور ہال میں تشریف لائے تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ایسا اس نے پہلے کبھی اپنی زندگی میں محسوس نہیں کیا۔

☆ **نمائندہ شہر ایملیشن ہائین (Emlichhein) نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** ہم نے محسوس کیا ہے کہ حضور کو بہت گہری فراست حاصل ہے، چونکہ آپ نے سیاست دانوں کے خطابات پر تبصرہ کیا اور شہر کے بارہ میں بھی الفاظ کہے۔ حضور بہت خوشکن اور مہربان شخص ہیں کیونکہ آپ نے تاخیر کی معذرت کی اور مقامی شہریوں سے بڑے پیار سے مخاطب ہوئے۔

☆ **ایک جرمن خاتون Eda صاحبہ نے بیان کیا:** حقیقت میں یہ بہت اچھی تقریب تھی۔ میں اسلام کے بارہ میں زیادہ نہیں جانتی تھی۔ لیکن آج خلیفۃ المسیح نے بہت اعلیٰ طریقہ سے سمجھایا۔ مجھے ان کی شخصیت بہت اعلیٰ لگی۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ واقعی انسانیت کے ہمدرد ہیں۔ وہ دنیا میں امن قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ اپنے ہمسایوں کا خیال رکھیں۔ خلیفۃ المسیح کے پیغام نے مجھ پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔

☆ **ایک جرمن دوست Mr G Viers نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا:** میں مذہباً کیتھولک ہوں اور آج میں نے ایک اور خوبصورت مذہب یعنی اسلام کے بارہ میں سیکھا ہے۔ خلیفہ کی تقریر سے مجھے اسلام پر زیادہ تحقیق کرنے کا شوق ہوا ہے۔ انہوں نے ہمیں اسلام کی حقیقت کا بتایا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ اسلام کی بنیادیں محبت، آزادی اور امن پر قائم ہیں۔ مجھے سب سے اچھی بات یہ لگی کہ انہوں نے کہا کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق پر بہت زور ڈالتا ہے۔

☆ **ایک پولیس افسر Mr Sandfort صاحب بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ موصوف نے کہا:** خلیفہ کا پیغام امن کا پیغام تھا۔ انہوں نے بتایا کہ اسلام ایک عمدہ مذہب ہے اور اسے خوش آمدید کہنا چاہئے نہ کہ اس سے خوفزدہ ہونا چاہئے۔ خلیفہ کی یہ بات کہ ہم سب خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں مجھے بہت اچھی لگی۔ یہ بات نہ صرف میرے دل کو لگی، بلکہ میرے دل میں گھر کر گئی اور وہیں رہے گی۔

☆ **ایک جرمن دوست Mr Reinhold Valken صاحب نے کہا:** خلیفۃ المسیح کا پیغام امن کا پیغام تھا۔ میرے لئے آج کا دن بے مثال تھا۔ میں پہلے کبھی اتنی اچھی تقریب میں شامل نہیں ہوا۔ خلیفہ نے ریفیوجیز اور انسانیت کی خدمت کے حوالہ سے جو پیشکش کی وہ دل کو گرما دینے والی ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ لوگ جو پیغام دیتے ہیں اس پر خود بھی عمل کرتے ہیں۔

☆ **ایک جرمن خاتون Miss Anika Mollman نے بیان کیا:** میں مذہبی نہیں ہوں اور نہ میں کسی مذہب پر ایمان رکھتی ہوں۔ بلکہ پہلے مجھے یہ بھی نہیں پتا تھا کہ دنیا میں ایک خلیفہ ہے۔ لیکن آج جب میں نے اس خلیفہ کو دیکھا اور سنا تو میں نے سوچا کہ یہ لوگوں کیلئے ایک ’نمونہ‘ ہیں۔ آج میں اسلام کے بارہ میں بہترین رائے لے کر جا رہی ہوں۔ میں نے سیکھا ہے کہ مسجد صرف عبادت کے لئے نہیں ہے بلکہ لوگوں کی خدمت کے لئے بھی ہے۔ میں نے سیکھا ہے کہ مسجد ہمسایوں کا خیال رکھنے کی بھی جگہ ہے۔ میں نے سیکھا ہے کہ مسجد امن پھیلانے کا مقام ہے۔ اسلام کے بارہ میں تمام سوالات یا خوف جو کسی انسان کو ہو سکتے ہیں خلیفۃ المسیح کے خطاب سے دُور ہو جاتے ہیں۔

☆ **ایک نوجوان طالبعلم لڑکی Neela نے کہا:** میں اسلام کے بارہ میں کچھ نہیں جانتی تھی۔ لیکن میں نے آج اس تقریب کے ماحول اور خلیفۃ المسیح کے خطاب کو بہت مثبت اور دوستانہ پایا۔ سب سے بڑھ کر میں نے یہ سیکھا کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔

☆ **Andre Musselen صاحب نے بیان کیا:** یہ ایک غیر معمولی اور خاص تقریب تھی۔ میں خلیفہ کے خطاب سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ انہوں نے ہمیں حقیقی آزادی کا راستہ دکھایا۔

☆ **ایک خاتون Mrs Suzanne Koch نے بیان کیا:** میں خلیفہ کا خطاب سن کر حیران رہ گئی۔ سارا خطاب ہی امن اور ہمسایوں کے خیال رکھنے کے بارہ میں تھا۔ اس زمانہ میں اس قسم کے پیغام کی اشد ضرورت ہے کیونکہ لوگ اسلام یا ریفیوجیز سے ڈرتے ہیں۔ جبکہ خلیفۃ المسیح نے ہمارے اس خوف کو ختم کیا۔ اکثر لوگ خودغرض ہوتے ہیں لیکن حضور انور نے کہا کہ بے نفس ہو جائیں اور دوسروں کا خیال رکھیں۔

☆ **ایک مہمان جرنلسٹ نے بیان کیا کہ:** میرا ارادہ تھا کہ اس تقریب کے بعد میں خلیفۃ المسیح کا انٹرویو کروں گا لیکن خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر کسی قسم کے انٹرویو کی ضرورت نہ رہی کیونکہ انسان کے ذہن میں اسلام کے بارہ میں جو بھی ممکنہ خوف یا سوالات آ سکتے تھے ان سب کا جواب خلیفۃ المسیح نے اپنے خطاب میں دے دیا۔

☆ **ایک خاتون Mrs Monika Wasserman صاحبہ نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** آج کی یہ تقریب بہت شاندار تھی۔ خلیفۃ المسیح نے جو پیغام دیا وہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ میں مذہباً کیتھولک ہوں لیکن آج مجھے پتہ چلا ہے کہ ہمارے درمیان بہت سی چیزیں مشترک ہیں۔ خلیفۃ المسیح نے آج ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے مابین مشترک چیزیں زیادہ ہیں۔ خلیفۃ المسیح کی باتوں نے میرے دل پر اثر ڈالا ہے۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

28 London Rd, Morden SM4 5BQ

0044 20 3609 4712

آج میں نے پہلی مرتبہ اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہے۔

میڈیا میں تذکرہ

دو لوکل اخبارات Almere Deze Week اور Almere Dichtbij نے آج 14 اکتوبر 2015ء کی اشاعت میں لکھا:

مسجد Poort کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے

المیرے Poort میں Officially مسجد بیت العافیت کا سنگ بنیاد بروز بدھ رکھا گیا ہے۔ اس دوران اس پیغام پر زور دیا گیا کہ یہ مسجد کبھی بھی تفرقہ بازی اور دہشتگردی کا سبب نہیں بنے گی۔

حضرت مرزا مسرور احمد، احمدیہ مسلم جماعت کے خلیفہ ہیں اور سنگ بنیاد کی تقریب کے لئے موجود تھے۔ اس کے علاوہ بہت سے افراد جماعت موجود تھے۔ ڈپٹی میئر Frits Huis، پولیس کے نمائندہ، سکھ کمیونٹی کے نمائندہ اور یہودی کمیونٹی کے نمائندہ بھی موجود تھے۔

حضرت مرزا مسرور احمد نے مقامی لوگوں کو بتایا کہ بیت العافیت کا مطلب ہے حفاظت اور تحفظ کا گھر۔ یہ مسجد کبھی بھی تفرقہ بازی اور دہشتگردی کا سبب نہیں بنے گی بلکہ خلیفہ نے کہا کہ یہ مسجد ہر ایک کے لئے کھلی رہے گی نیز یہاں کے جماعت کے افراد المیرے کی ہر قسم کی مدد کرنے کو تیار رہیں گے۔

ڈپٹی میئر نے خلیفہ کے علم وحکمت کو سراہا اور بتایا کہ المیرے ہر قسم کے لوگوں کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کی بنیاد حضرت غلام احمد علیہ السلام نے رکھی تھی۔ انہوں نے مسیحیت کا دعویٰ کیا تھا جس کی پیشگوئی نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا بنیادی کام اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنا تھا۔ یہ جماعت اس وقت دنیا کی سب سے بڑی مسلم تنظیم ہے اور دنیا بھر میں اپنے امن کے پیغام کی وجہ سے جانی جاتی ہے۔

15/اکتوبر 2015ء بروز جمعرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر 40 منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بعض دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح کے مردانہ ہال میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بعض دفتری امور میں مصروفیت رہی۔

انفرادی اور فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 31 فیملیز کے 122/افراد اور 25 کی تعداد میں احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا کے ساتھ ملاقات کی سعادت پائی۔ اس طرح مجموعی طور پر 147 افراد نے شرف ملاقات پایا۔ ان سبھی فیملیز نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا بھی شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء وطالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو ازراہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

اپنے پیارے آقا سے ملاقات کرنے والی یہ فیملیز فرینکفرٹ کی لوکل جماعت کے علاوہ درج ذیل جماعتوں اور علاقوں سے آئی تھیں:

Dreieich, Herford, Babenhausen, Karben, Maintal, Friedburg, Pulheim, Rudesheim, Chemnitz, Viersen, Freiburg, Mainz, Ahaus, Buxtehude, Nidda, Russelsheim, Luneburg, Neuberg, Frankenberg, ویزبادن، لمبرگ، سٹٹ گارٹ، ہائیڈل برگ اور من ہائیم۔

اس کے علاوہ پاکستان سے آئی ہوئی بعض فیملیز نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے آٹھ بجے ختم ہوا۔

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

درج ذیل اکیس بچوں اور بچیوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل خوش نصیب بچے اور بچیاں آمین کی اس تقریب میں شامل ہوئے:

عزیزم سیّد نعمان احمد گردیزی، عزیزم سیّد ابصار احمد، عزیزم شاہد انعام، عزیزم کمال مرتضیٰ، عزیزم ندیم احمد، عزیزم عبدالمنان، عزیزم سمیش قمر۔

عزیزہ سبرا قمر، عزیزہ عائشہ مسرور، عزیزہ ہالہ حفیظ، عزیزہ نور فضا حق، عزیزہ کاشفہ نور احمد، عزیزہ درمانہ خلعت احمد، عزیزہ نعمانہ عامر، عزیزہ دانیہ حنا خان، عزیزہ ماہ نور، عزیزہ راضیہ امتیاز وڑائچ، عزیزہ نجمہ شریف، عزیزہ سیّدہ امۃ السبوح شاہ، عزیزہ عریشہ خاں، عزیزہ امۃ السبوح عزیز۔

تقریب آمین میں شرکت کرنے والے یہ بچے اور بچیاں جرمنی کی جماعتوں فرینکفرٹ سٹی، Hessen West, Dramstad, Ginsheim, Pfalz, Morf.Walldorf اور ویزبادن سے آئے تھے۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

16/اکتوبر 2015ء بروز جمعۃ المبارک

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر 40 منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بعض دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

بیت العافیت

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کا انتظام ''بیت السبوح'' کے ساتھ ہی بالمقابل واقع جماعتی سینٹر ''بیت العافیت'' میں کیا گیا تھا۔ ''بیت العافیت'' کی وسیع وعریض عمارت، مجلس انصاراللہ جرمنی اور مجلس لجنہ اماء اللہ جرمنی نے دوران سال اپنے مرکزی دفاتر اور ضروریات کے لئے خریدی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے گزشتہ دورۂ جرمنی کے دوران 26 مئی 2015ء کو اس عمارت کا افتتاح فرمایا تھا۔ یہ وسیع وعریض عمارت پانچ منازل پر مشتمل ہے۔ اس کے قطعہ زمین کا کُل رقبہ 3811 مربع میٹر ہے اور جو Coverd Area ہے اس کا رقبہ 11250 مربع میٹر ہے۔ اس پانچ منزلہ عمارت میں کئی وسیع وعریض ہال ہیں اور بڑی تعداد میں دفاتر ہیں۔

بیسمنٹ (Basement) کو ملا کر یہ پانچ منزلہ عمارت ہے۔ بیسمنٹ کا رقبہ 2215 مربع میٹر ہے۔

اس عمارت میں چھ عدد اپارٹمنٹس (رہائشی گھر) بھی ہیں۔

گراؤنڈ فلور پر دس کمرے ہیں۔ گیسٹ ہاؤس موجود ہے۔ ایک عدد کچن اور چار باتھ رومز ہیں اور ایک بڑا ہال ہے جس کا رقبہ 1318 مربع میٹر ہے۔

فرسٹ فلور پر کمروں کی تعداد 13 ہے۔ ایک عدد کچن اور پانچ باتھ رومز ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بڑا ہال بھی ہے جس کا رقبہ 1223 مربع میٹر ہے۔

سیکنڈ فلور پر کمروں کی تعداد 21 ہے۔ ایک کچن اور آٹھ باتھ رومز ہیں۔ علاوہ ازیں 917 مربع میٹر پر مشتمل پانچ سٹور رومز ہیں۔

تھرڈ فلور پر کمروں کی تعداد 8 ہے۔ ایک عدد کچن اور تین باتھ رومز ہیں۔ اس منزل پر بھی ایک ہال ہے جس کا رقبہ 902 مربع میٹر ہے۔

بیسمنٹ میں 55 گاڑیوں کے پارک کرنے کی جگہ بھی ہے۔

اس عمارت کے تمام ہالوں میں مرد حضرات کے لئے جمعہ کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور ''بیت السبوح'' کے چار ہالوں میں سے تین ہالوں میں خواتین کے لئے اور ایک ہال میں مردوں کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔

اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جرمنی کی مختلف جماعتوں سے احباب جماعت مرد وخواتین صبح سے ہی یہاں پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ بعض فیملیز اور احباب بڑے لمبے سفر طے کر کے آئے تھے۔ ہائیڈل برگ سے آنے والی فیملیز یکصد کلومیٹر۔ Fulda سے آنے والی 125 کلومیٹر، کوبلنز سے آنے والے 135 کلومیٹر، Koln سے آنے والے 175 کلومیٹر، کاسل (Kassel) سے آنے والے دوصد کلومیٹر، Hanover سے آنے والے احباب اور فیملیز 350 کلومیٹر، میونخ سے آنے والے پانچ صد کلومیٹر، ہمبرگ سے آنے والے احباب 550 کلومیٹر اور برلن (Berlin) سے آنے والے احباب چھ صد کلومیٹر کا لمبا فاصلہ طے کر کے جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے تھے۔

جمعہ پر مجموعی حاضری پانچ ہزار کے لگ بھگ تھی۔ احباب جماعت کی آمد کا ایک تانتا بندھا ہوا تھا۔

آج کا خطبہ جمعہ MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ براہ راست دنیا بھر میں Live نشر ہو رہا تھا۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت العافیت'' میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ دنوں میں ہالینڈ میں تھا وہاں ایک جرنلسٹ جو ایک ریجنل اخبار میں لکھنے والے ہیں اور نیشنل اخبار بھی ان سے آرٹیکل لیتے ہیں مجھے کہنے لگے کہ کیا جماعت احمدیہ دنیا میں سب سے زیادہ بڑھنے والی جماعت ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ اگر ایک بین الاقوامی جماعت کی حیثیت سے دیکھیں تو یقیناً جماعت احمدیہ دنیا میں سب سے زیادہ ترقی کرنے والی جماعت ہے اور اب تو یہ بات ہمارے غیر بھی جن کی جماعت پر نظر ہے مانتے ہیں اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے اٹھنے والی آواز آج دنیا کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں گونج رہی ہے اور پھر اس کی امتیازی شان اس وقت اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے اور زیادہ روشن ہو کر ابھرتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت جب ایک عام آدمی کے خواب وخیال میں بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ جماعت احمدیہ دنیا میں جانی جائے گی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے وثوق سے اپنی تحریرات اور اپنے ارشادات میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک وقت آئے گا کہ جماعت احمدیہ دنیا میں جانی جائے گی اور اس کا پھیلاؤ ایک نشان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا نشان ہوگا۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو پھیلا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس سلسلے کو دنیا میں پھیلائے بلکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو ایسا پھیلا دے گا کہ یہ سب پر غالب ہوں گے اور فرمایا کہ آجکل کے موجودہ ابتلاء سب دور ہو جائیں گے۔ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ ہر ایک کام بتدریج ہو۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی درخت اتنی جلدی پھل نہیں لاتا جس قدر جلدی ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے عجیب۔ یہ خدا کا نشان اور اعجاز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس ہم تو اس ایمان پر قائم ہیں اور یقیناً ہر احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سچا ایمان رکھتا ہے اس بات پر قائم ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے صرف 125 سال پہلے ایک چھوٹے سے دور دراز علاقے سے اٹھی ہوئی آواز کو دنیا کے کونے کونے میں نہ صرف پھیلا دیا بلکہ مخلصین کی جماعتیں بھی قائم فرماتا چلا جا رہا ہے جو آپ سے اخلاص ووفا اور ایمان میں بڑھ رہی ہیں تو وہ خدا اپنے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ بات بھی پوری فرمائے گا کہ ابتلاء دور ہو جائیں گے اور یہ سلسلہ سب پر غالب ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آجکل ہم اس دور میں سے گزر رہے ہیں جب یہ سلسلہ دنیا میں پھیل رہا ہے اور یہ تدریجی ترقی دنیا کو اب نظر بھی آ رہی ہے تبھی تو اس جرنلسٹ نے مجھے پوچھا تھا کہ کیا یہ جماعت اب دنیا میں سب سے زیادہ پھیلنے والی جماعت ہے اور کئی اور جگہ بھی غیر یہ سوال کرتے ہیں اور اعتراف بھی کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بڑی تیزی سے ترقی کرنے والی جماعت ہے۔ گو ابتلاء بھی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں لیکن اگر دشمن کی نیت اور کوشش کو دیکھیں تو یہ ابتلاء کچھ بھی نہیں اور پھر ہر ابتلاء چاہے وہ احمدی پر احمدیت کی وجہ سے ذاتی ہو یا بعض جگہ پوری جماعت اس تکلیف میں سے گزر رہی ہو یا ابتلاء میں سے گزر رہی ہو ہر ابتلاء پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور جلوے دکھاتا ہے۔ ہر احمدی جو

پاکستان سے ان مغربی ممالک میں آیا ہے اگر اس کے اندر شکرگزاری کا احساس ہے تو وہ اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ حالات کی وجہ سے اپنے ملک سے ہجرت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کس قدر فضل فرمائے اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک سے جو رپورٹس آتی ہیں جن میں بیعتوں کا ذکر اور بیعت کرنے والوں کے واقعات ہوتے ہیں انہیں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کہاں کہاں پہنچی ہوئی ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ تائیدات کے نظارے بھی کیسے کیسے دکھا رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر یہ کسی انسان کا کام ہوتا یا یہ کسی انسان کی بنائی ہوئی جماعت ہوتی تو جتنی مخالفت جماعت کے قیام سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدا سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہوئی ہے اور اب تک ہو رہی ہے اور آپ کے ماننے والوں کے ساتھ ہر دن یہی سلوک دنیا میں ہو رہا ہے تو یہ سلسلہ اب تک ختم ہو جانا چاہئے تھا اور اس مخالفت کی وجہ سے اور اس کے جھوٹ کا پول کھل جانا چاہئے تھا لیکن یہاں ختم ہونے کا سوال نہیں ہے یہاں تو اللہ تعالیٰ ترقیات دکھا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک مجلس میں فرمایا کہ مخالفوں نے ہر طرح مخالفت کی مگر خدا نے ترقی دی۔ یہ سچائی کی دلیل ہے کہ دنیا ٹوٹ کر زور لگا دے اور حق پھیل جاوے۔ فرمایا کہ اب ہمارے مقابل کونسا دقیقہ مخالفت کا چھوڑا گیا مگر آخر ان کو ناکامی ہی ہوئی ہے۔ یہ خدا کا نشان ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس جیسا کہ میں نے کہا مخالفین زور لگاتے رہے اور لگا رہے ہیں مگر آج بھی مخالفین کا باوجود ایڑھی چوٹی کے زور لگانے کے اور بڑے بڑے علماء کی ہمارے خلاف ہر طرح کی تدبیریں کرنے کے، بلکہ حکومتوں کی احمدیت کی مخالفت میں پرزور کارروائیوں کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات ہی پوری ہو رہی ہے کہ مخالفین ناکام ہوئے اور یہ خدا کا نشان ہے۔ پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح نشان دکھاتا ہے کس طرح پکڑ پکڑ کر لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں لاتا ہے تو حیرت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں ایک دفعہ ذکر ہوا کہ لاہور سے ایک شخص کا خط آیا کہ اسے خواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت بتایا گیا ہے کہ آپ سچے ہیں۔ اس شخص کی ارادت ایک فقیر کے ساتھ تھی یعنی فقیر کا مرید تھا جو داتا گنج بخش کے مقبرے کے پاس رہا کرتا تھا۔ اس شخص نے اس فقیر سے ذکر کیا تو اس فقیر نے کہا کہ مرزا صاحب کی اتنے عرصے سے ترقی ہونا ان کی سچائی کی دلیل ہے۔ پھر ایک اور مست فقیر وہاں تھا وہ بھی وہاں آ گیا جو درباروں میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس نے کہا بابا ہمیں بھی پوچھ لینے دو یعنی خدا تعالیٰ سے ہمیں بھی پوچھ لینے دو سچائی کیا ہے؟ دوسرے دن اس نے بتلایا کہ خدا نے کہا ہے کہ مرزا مولیٰ ہے۔ پہلے فقیر نے اس پر کہا کہ مولانا کہا ہوگا۔ وہ تیرا اور میرا ہم جیسے سب کا مولیٰ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ آجکل خواب اور رؤیا بہت ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگوں کو خوابوں کے ذریعہ اطلاع دے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے اس طرح پھرتے ہیں جیسے آسمان میں ٹڈی ہوتی ہے۔ وہ دلوں میں ڈالتے پھرتے ہیں کہ مان لو مان لو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر ایک اور شخص کا حال بیان کیا جس نے حضور علیہ السلام کے ردّ میں کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تو ردّ لکھتا ہے اور اصل میں مرزا صاحب سچے ہیں۔ پس یہ خدا تعالیٰ کی رہنمائی ہے جو وہ سعید فطرت لوگوں کی کرتا ہے۔ آج جب تبلیغ کے وسائل اس وقت کی نسبت بہت زیادہ ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں تھے لیکن پھر بھی جو رہنمائی اللہ تعالیٰ کی رؤیا اور خوابوں کے ذریعہ ہو رہی ہے اس کا دلوں کو کھولنے میں بہت بڑا حصہ ہے۔ بیشک تبلیغ بھی اس پر اثر کرتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ چاہے لیکن اللہ تعالیٰ براہ راست رہنمائی کے سامان بھی کرتا ہے اور آج بھی بیشمار لوگ ہیں جن کی اس طرح رہنمائی ہوئی اور ہو رہی ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو مانتے ہیں اور آپ کی بیعت میں شامل ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں گزشتہ سال میں ہونے والے ایسے بعض واقعات کی مثالیں پیش کرتا ہوں۔ بہت سارے واقعات میں سے چند ایک لئے ہیں جن کی خوابوں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔ ان لوگوں کی باتیں سن کر حیرت ہوتی ہے کہ قادیان سے ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ بعض تو ایسے علاقوں میں ہیں جہاں کسی طرح کا نظام رسل و رسائل اور مواصلات بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی فرما رہا ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رؤیا کے ذریعہ قبول احمدیت کے بعض واقعات بیان فرمائے۔ ان واقعات کو بیان کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں جو وہ کر رہا ہے اور جماعت یہ نشانات دیکھ رہی ہے اور یقیناً یہ واقعات ہمارے ایمانوں کو مزید مضبوط کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ یہ خدا ہی کے سلسلے میں برکت ہے کہ وہ دشمنوں کے درمیان پرورش پاتا اور بڑھتا ہے۔ **فرمایا** کہ انہوں نے بڑے بڑے منصوبے کئے۔ خون تک کے مقدمے بنوائے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو باتیں ہوتی ہیں وہ ضائع نہیں ہوسکتیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر انسانی ہاتھوں یا انسانی منصوبوں کا نتیجہ ہوتا تو انسانی تدابیر اور انسانی مقابلے اب تک اس کو نیست و نابود کر چکے ہوتے۔ انسانی منصوبوں کے سامنے اس کا بڑھنا اور ترقی کرنا ہی اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ پس جس قدر تم یعنی احمدی اپنی قوت یقین کو بڑھاؤ گے اسی قدر تمہارے دل روشن ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ یقیناً خدائی الفاظ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات لئے ہوئے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ دشمن کے درمیان یہ سلسلہ پرورش پا رہا ہے لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں فرمایا کہ دلوں کو روشن کرنے کے لئے قوت یقین کو بڑھانے کی ضرورت ہے اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری قوت یقین بڑھ رہی ہے؟ کیا ہمارے دل روشن ہو رہے ہیں؟ کیا ہماری دین کی طرف رغبت ہے؟ کیا ہم اسلامی احکامات پر عمل کر رہے ہیں؟ ہم اپنی روحانی اور عملی حالتوں کو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جو لوگ نئے احمدی ہو رہے ہیں وہ بہت سے واقعات لکھتے ہیں کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد ہماری روحانی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ ہماری نمازوں کی کیا کیفیت ہوگئی ہے۔ ہماری عملی حالتوں میں کیا تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ بعض عورتیں اپنے خاوندوں کے بارے میں لکھتی ہیں کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد ان کے رویے یکسر بدل گئے ہیں۔ پہلے جہاں گھروں میں فساد فتنہ لڑائیاں جھگڑے ہوتے تھے وہاں اب گھروں میں سکون اور امن پیدا ہو گیا ہے۔ دیکھیں کس طرح اور کس فکر کے ساتھ نئے شامل ہونے والے اپنے دین اور دینی حالت کے بارے میں سوچتے ہیں اور فکر مند ہیں اور تبدیلیاں پیدا کر رہے ہیں۔ یہی حالت ہم سب میں ہر ایک میں پیدا ہونی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے آخر میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

پس ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا ہمارے عمل اور سوچیں اس تعلیم کے مطابق ہیں؟ اگر نہیں تو فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ کہیں بعد میں آنی والی قومیں ترقی کر کے اللہ تعالیٰ کے قرب کو پا کر ہم سے بہت آگے نہ نکل جائیں۔ اتنی دور نہ چلی جائیں کہ ہمیں جب احساس ہو کہ ہم پیچھے رہ گئے ہیں اور ہماری نسلیں پیچھے رہ رہی ہیں تو پھر دہائیاں ان فاصلوں کو پورا کرنے میں لگ جائیں۔ پھر نسلوں کو اور نسلوں کی اگلی نسلوں کو سنوارنے میں وقت لگ جائے۔ یہ دیکھیں کہ کہیں اس دنیا میں ڈوب کر ہماری نسلیں بہت پیچھے نہ چلی جائیں۔ ان ملکوں میں آ کر صرف دنیا داری کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں وہ بہرحال ادا کرنے فرض ہیں۔ جو نمازیں ہیں وہ بہرحال ادا کرنی ضروری ہیں اور سمجھ کر ادا کرنی ضروری ہیں۔ پس یہ نہ ہو کہ ہماری نسلیں بہت پیچھے چلی جائیں اور نئے آنے والے ان انعامات کے وارث بن کر جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اپنے مقام کو ہم سے بہت بلند کر لیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر بہت غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس پر بہت کوشش کریں اور اس کو سمجھیں اور یہ سمجھنا اور اس پر کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے اور ان الفاظ پر بھی غور کریں کہ اپنی قوت یقین کو بڑھائیں اور دلوں کو روشن کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے پھر ان انعاموں کو حاصل کرنے والے بنیں۔ یہ نہ ہو کہ پیچھے رہنے سے ان انعاموں سے محروم ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو تعلق قائم ہوا ہے یہ کوشش کریں وہ کبھی نہ ٹوٹے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے والے ہوں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے مقصد کو سمجھنے والے ہوں اور جماعت کا ایک فعال اور مضبوط حصہ بنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ہمیشہ وارث بنتے چلے جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن 6 نومبر 2015ء کے الفضل انٹرنیشنل میں شائع کیا جاچکا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ تین بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

.....

انفرادی اور فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 32 فیملیز کے 93 افراد اور 28 کی تعداد میں احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا کے ساتھ ملاقات کی سعادت پائی۔ اس طرح مجموعی طور پر 121 افراد نے شرف ملاقات پایا۔ ان سبھی فیملیز نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا بھی شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو از راہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج اپنے پیارے آقا سے ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی 43 مختلف جماعتوں سے آئی تھیں۔ بعض جماعتوں سے یہ فیملیز بڑے لمبے سفر طے کر کے پہنچی تھیں۔ Koblenz سے آنے والی 135 کلومیٹر۔ کاسل (Kassel) سے آنے والی 190 کلومیٹر، جبکہ ہمبرگ سے آنے والی پانچ صد پچاس کلومیٹر اور برلن (Berlin) سے آنے والی قریباً چھ صد کلومیٹر کا سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا کی ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔

آج ملاقات کرنے والوں میں ایک بڑی تعداد ان فیملیز اور احباب کی ہے جو دوران سال پاکستان سے یہاں پہنچے ہیں اور اپنی زندگی میں پہلی بار خلیفۃ المسیح سے ملاقات کی سعادت پا رہے تھے۔ اپنے ہی ملک میں، اپنے ہم وطنوں کے مظالم سے ستائے ہوئے یہ لوگ آج اپنے پیارے آقا کے قرب میں چند گھڑیاں گزارنے کی سعادت پا رہے تھے۔ ان کے دل تسکین سے بھر گئے اور دکھوں کا مداوا ہوا اور غم کافور ہوئے اور اپنی آنکھوں میں تشکّر کے آنسو لئے ہوئے یہاں سے رخصت ہوئے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے آٹھ بجے ختم ہوا۔

.....

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 23 بچوں اور بچیوں سے از راہ شفقت قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔ درج ذیل خوش نصیب بچے اور بچیاں آمین کی اس تقریب میں شامل ہوئے:

عزیزم احسان احمد طاہر، عزیزم عبداللہ وڑائچ، عزیزم محمد ارسلان خان، عزیزم دبیر احمد، عزیزم شایان ناصر لنگاہ، عزیزم ارسل کھوکھر، عزیزم سہیل دانیال احمد، عزیزم لقمان باجوہ، عزیزم صفوان احمد طاہر، عزیزم یاسر احمد محمود، عزیزم رافیل احمد، عزیزم ذکی افضال احمد، عزیزم قاصد اقبال، عزیزم ثاقب اقبال، عزیزم حسن اکبر بیگ، عزیزم ثمر اللہ اذان اقبال، عزیزم ظافر احمد عابد، عزیزم ارمان احمد مدثّر۔

عزیزہ فریحہ احمد، عزیزہ عروسہ سعید، عزیزہ فریحہ میر، عزیزہ افشاں احمد، عزیزہ سبیکہ ارشد۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

..... (باقی آئندہ)

بقیہ رپورٹ دورۂ جاپان از صفحہ نمبر 20

میجی شرائن سے کرتے ہیں۔ یہاں کے چیف پریسٹ کو بھی کسی ملک کے گرینڈ مفتی کی طرح کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ شرائن چونکہ ایک شاہی شرائن ہے اس لئے جاپان کے شہنشاہ ہی اس کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔

یہ مذہب کائنات کی ہر ایک چیز میں خدا کے ہونے اور اپنے آپ کو اس کے نفع رساں اثرات سے مستفید ہونے اور ضرر رساں اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کی پوجا کرنے کا تصوّر پیش کرتا ہے۔ بدھ ازم کے وجود سے قبل کے ادوار سے اس مذہب یا تہذیب کا جاپان کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔ بنیادی طور پر اس مذہب میں کامی (Kami) یا مختلف مخفی اور فائدہ رساں طاقتوں کا تصوّر پایا جاتا ہے۔ اور یہ تصوّر مختلف خداؤں کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ سورج دیوتا، زمینی دیوتا اور موت کے دیوتاؤں Yomi کا تصوّر اس مذہب میں واضح رنگ میں پایا جاتا ہے۔ اسی طرح موت اور شفا دینے والی طاقت Okuninushi کا بھی واضح اشارہ پایا جاتا ہے۔ بعدازاں فوت شدہ بزرگوں کو بھی Kami میں شامل کر کے ان کی خاص مواقع پر عزّت وتکریم کا عقیدہ بھی شامل ہو گیا کہ وہ بھی انسان کی حفاظت پر مامور ہیں اور پھر بعدازاں یہ عقیدہ اس مذہب کا حصّہ بن گیا کہ شہنشاہ جاپان مقدس روح اور تمام قوتوں کا منبع ہے۔ اسی لئے ان روحوں کو خوش کرنے کے لئے سال بھر میں مختلف تہوار منائے جاتے ہیں۔

پروگرام کے مطابق اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Meiji Shrine جانے کے لئے ہوٹل سے روانہ ہوئے اور تین بجکر دس منٹ پر یہاں تشریف آوری ہوئی۔ شرائن کے مین گیٹ پر ایک پروٹوکول پریسٹ (Priest) اور Dr. Mike Sata صاحب (یہ وہی بزنس مین ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے) نے حضور انور کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ اس موقع پر شنٹوازم کے ایک پروفیسر اور ریسرچ سکالر Mr. Masahird Sato بھی آئے ہوئے تھے۔ موصوف نے بھی حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے مصافحہ کی سعادت پائی۔ بعدازاں شرائن کے مین گیٹ Torii سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اندر لے جایا گیا۔ ڈاکٹر Sata صاحب اور پریسٹ شرائن کے مختلف حصّوں کا تعارف ساتھ ساتھ کرواتے رہے۔ تعارف کرواتے ہوئے پریسٹ نے اس شرائن کی تاریخ بیان کی اور اس کا مقصد بیان کیا اور بتایا کہ یہاں پر لوگ روحانی تبدیلی کے لئے آتے ہیں اور اپنے آپ کو پاک کرتے ہیں۔ نئے سال کے آغاز پر قریبًا تین ملین لوگ یہاں آتے ہیں اور دوران سال قریبًا دس ملین لوگ اس شرائن کا وزٹ کرتے ہیں۔

موسم بہار میں مظاہر قدرت کو خوش کرنے کے لئے پھولوں کی زیب وآرائش بھی ان کے مذہب کا حصّہ ہے۔ چنانچہ اس شرائن کے ایک حصّہ میں جاپان میں پیدا ہونے والے مختلف اقسام اور خوشنما رنگوں کے پھول مختلف حصّوں میں بڑی خوبصورتی سے سجائے گئے تھے۔

کچھ آگے بڑھنے کے بعد ایک جگہ پانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ جہاں لوگ اپنے ہاتھ دھوتے ہیں اور ایسا کرنا اس بات کی علامت ہے کہ اس سے انسان کا ذہن اور جسم پاک ہوتا ہے اور اس مذہب کے ماننے والوں کے نزدیک یہ ایسے ہی ہے کہ جس طرح مسلمان نماز سے قبل وضوء کرتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے ہاتھ دھوئے۔

مین گیٹ سے شرائن کے اندرونی حصّہ کا فاصلہ 700 میٹر ہے۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شرائن کے اس اندرونی حصّہ کے قریب پہنچے تو پروگرام کے مطابق ڈپٹی چیف پریسٹ Shigehiro Miyazaki نے اپنے ممبران کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا اور پورے اعزاز کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ ڈپٹی چیف پریسٹ نے اس شرائن کے بارہ میں مزید تعارف کروایا۔ گفتگو کے دوران ان پریسٹ کی طرف سے اس بات کا ذکر ہوا کہ ہمارے مذہب کے مطابق مختلف قدرتی چیزوں کے جو مختلف خدا ہیں ان کے پیچھے کسی بڑے خدا کا تصوّر ہونا چاہئے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک خدا کا تصوّر تو موجود ہے۔ ’’اَللّٰہُ نُوْرُالسَّمٰوَاتِ وَالْاَرْض‘‘۔ ایک اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ ایک ہی خدا ہے اور یہ ساری نیچر یہ، ساری دنیا اور اس میں موجود ہر چیز خدا کا ہی نشان ہے۔ ایک ہی خدا ہے جو تمام صفات کا مظہر ہے۔ دنیا کی تمام قدرتی چیزیں ایک ہی خدا کی صفات کا اظہار ہیں اور ایک ہی خدا کی پیدا کردہ ہیں۔

شرائن (Shrine) کے اندر ایک مخصوص لکڑی کی تختی پر اپنی خواہشات لکھ کر لٹکائی جاتی ہیں۔ سربراہان مملکت جب اس شرائن کا وزٹ کرتے ہیں تو یہاں آ کر مختلف تختیوں پر اپنے پیغامات لکھتے ہیں۔ حضور انور بھی اس جگہ پر تشریف لائے اور حضور انور کی خدمت میں ایک تختی پیش کی گئی کہ حضور انور اس پر کچھ لکھیں۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تختی پر لکھ رہے تھے تو اس موقع پر ڈاکٹر Sata جو پیچھے ایک طرف کھڑے تھے کہنے لگے یہاں دنیا کے مختلف سربراہان اور لیڈرز آ کر اپنی مختلف خواہشات کا اظہار کرتے ہیں اور اپنی مرادیں لکھتے ہیں۔ لیکن مَیں یہ جانتا ہوں کہ حضور انور کی یہی دعا اور خواہش ہے کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ اور میں اس یقین پر قائم ہوں کہ اگر آج دنیا میں کوئی امن قائم ہو سکتا ہے تو خلیفۃ المسیح کے وجود سے ہی ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر Mike Sata صاحب پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں اور جاپان میں میڈیکل آلات تیار کرنے والی ایک بڑی کمپنی کے مالک ہیں۔ ان کی کمپنی کے تیار کردہ آلات دنیا کے مختلف ممالک میں سپلائی کئے جاتے ہیں۔ آج اس شرائن کے وزٹ کا پروگرام بھی ڈاکٹر Sata صاحب کے ذریعہ ترتیب دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر ساتا صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی گاڑی پیش کی کہ حضور انور جاپان قیام کے دوران اس پر سفر کریں اور خصوصی طور پر ان کی طرف سے پیش کردہ اس گاڑی میں ہی اس شرائن میں آئیں۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ہوٹل سے اس شرائن تک آنے اور پھر واپس ہوٹل جانے کے لئے یہ گاڑی استعمال فرمائی اور بعدازاں شکریہ کے ساتھ انہیں واپس بھجوادی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تختی پر درج ذیل عبارت رقم فرمائی:

’’اَللّٰہُ نُوْرُالسَّمٰوَاتِ وَالْاَرْض

Allah is The Light of Heavens and the Earth. Allah reward the Emperor Meiji for his peace creating work in the country and the world.’’

بعد ازاں ڈپٹی چیف پریسٹ اور اس کے ساتھی پریسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی۔

اس کے بعد شرائن کے ایک ہال میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ہال میں تشریف لے آئے۔ جہاں ڈپٹی چیف پریسٹ

Shigehiro Miyazaki نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو باقاعدہ خوش آمدید کہا اور بہت خوشی کا اظہار کیا اور اس شرائن کا تعارف کروایا اور اس کی تاریخ بیان کی۔ اور جاپان کے Meiji بادشاہ کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ اس بادشاہ نے انیسویں صدی میں ماڈرن جاپان کی بنیاد رکھی اور جاپان کا ایک آئین بنایا اور 1889ء میں اس بادشاہ نے مذہبی آزادی دی۔ اس سے قبل یہاں بہت سختی ہوتی تھی اور باہر سے لوگوں کو یہاں نہیں آنے دیتے تھے۔ اس بادشاہ نے پہلی مرتبہ مذہبی آزادی دی اور جاپان کو ایک مہذّب راستے پر ڈالا اور آئین دے کر اس کو منظّم کیا۔

اس بادشاہ کی وفات 1912ء میں ہوئی۔ اس کی وفات کے بعد اس Shinto Shrine کی تعمیر کا فیصلہ ہوا۔ جس جگہ یہ شرائن بنایا گیا وہ ایک کھلا میدانی علاقہ تھا۔ چنانچہ یہاں ایک مصنوعی جنگل بنایا گیا اور سارے جاپان سے ایک لاکھ درخت جڑوں سے اکھیڑ کر اس جگہ لگائے گئے اور یہ سارا کام رضا کارانہ طور پر ہوا۔ اور ان درختوں کے حصول اور یہاں اس جگہ پہنچانے اور زمین میں لگانے کے لئے ہزار ہا لوگوں نے کام کیا۔ چھ سال کے عرصہ میں اس شرائن کی تعمیر مکمل ہوئی اور یکم نومبر 1920ء کو یہ پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

جاپان میں قریبًا 80 ہزار شرائن ہیں اور یہ Meiji شرائن ان کا سب سے مقدّس اور مرکزی شرائن ہے۔

بعد ازاں قریبًا 25 منٹ کی ایک ڈاکومنٹری ویڈیو دکھائی گئی جس میں اس شرائن کی تاریخ، اس کی تعمیر، اور شنٹوازم میں عبادت کے مختلف طریق اور ان کی رسومات اور پروگرام اور مختلف تہوار دکھائے گئے اور یہاں آنے والے اور وزٹ کرنے والے بعض سرکردہ افراد کے انٹرویوز بھی دکھائے گئے۔

اس تقریب کے آخر پر ایک بار پھر ڈپٹی چیف پریسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا اور حضور انور کی خدمت میں اس شرائن کی تاریخ اور شنٹوازم پر مشتمل ایک سووینئر پیش کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مینارۃ المسیح کا ماڈل جو کرسٹل کا بنا ہوا تھا عطا فرمایا اور اس شرائن کی انتظامیہ کی طرف سے عزت افزائی پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

.....

Meiji Kinekan میں تقریب عشائیہ

Meiji Shrine کے اس دورہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں Meiji Kinekan نامی ایک کمپلیکس میں خصوصی عشائیہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اور اس عشائیہ کا اہتمام ڈاکٹر Sata صاحب کی طرف سے کیا گیا تھا۔ Meiji Kinekan وہ خصوصی مقام ہے جہاں جاپان کا آئین لکھا گیا تھا اور یہاں صرف شاہی مہمان مدعو ہوتے ہیں اور ممالک کے سربراہان کے اعزاز میں تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔ یہاں حضور انور کے اعزاز میں تقریب عشائیہ ہوئی۔

اس موقع پر اس تقریب کے میزبان **ڈاکٹر Sata صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا** کہ میں سال 2009ء میں پہلی مرتبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے لندن میں ملا تھا اور حضور انور نے مجھے ڈنر پر مدعو کیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میری بہت عزت افزائی کی گئی تھی۔ پھر میں 2010ء میں جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہوا اور وہاں مجھے ایڈریس کرنے کا موقع بھی ملا۔

جماعت احمدیہ نے یہاں جاپان میں زلزلوں کے موقع پر مصیبت زدگان کی بہت مدد کی ہے۔ جماعت احمدیہ امن کی ضمانت ہے، جماعت احمدیہ ہی حقیقی اسلام ہے جماعت کی تعلیمات سے جاپانیوں کو متعارف ہونا چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک اسسٹنٹ پروفیسر Akiko Komura صاحبہ کا ذکر کیا جو اسلامک سٹڈیز کی ریسرچ سکالر بھی ہیں کہ انہوں نے اسلام کے بارہ میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے کہ ’’اسلام کس طرح جاپانی قوم سے روابط کا بہترین ذریعہ بن سکتا ہے‘‘۔ اس کتاب میں مصنفہ نے بہت سے مقامات پر جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور جماعت کا بڑے اچھے رنگ میں تعارف کروایا ہے۔ موصوف نے کہا کہ اب ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں جاپانیوں کو متعارف کروایا جائے۔

امریکہ نے جنگ عظیم دوم کے بعد جاپان میں اپنے بہت سے مشنری بھجوائے تا کہ جاپانیوں کو ان کے مذہب سے ہٹا کر عیسائی بنائیں۔ لیکن ان کو کامیابی نہ ہوئی اور جاپانیوں کو عیسائی نہ بنا سکے۔ آخر پر ڈاکٹر ساتا صاحب نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا کہ حضور انور یہاں تشریف لائے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں ڈاکٹر ساتا صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ ان کا ہمارے ساتھ ایک اچھا تعلق ہے۔ جب میں 2013ء میں جاپان آیا تھا تو ڈاکٹر ساتا صاحب مجھے ہوٹل میں ملنے آئے تھے۔ ڈاکٹر ساتا صاحب ہماری روایات اختیار کر رہے ہیں کہ جب ہم کسی کو دوست بناتے ہیں تو پھر اس دوستی کو ہمیشہ قائم رکھتے ہیں۔ ہماری اس روایت کو ساتا صاحب نے قائم رکھا ہے کہ ہمیں جو دوست بنایا تو پھر اخلاص کے ساتھ اپنی اس دوستی کو نبھایا۔

حضور انور نے فرمایا: آج سے سو سال پہلے ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی جماعت احمدیہ کے سامنے جاپان کے حوالہ سے ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا تھا ’’مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوئی

ہے''۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس آخری زمانہ میں آنے والے مسیحؑ اور مہدیؑ نے ہی دنیا کے سامنے اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیمات پیش کرنی تھیں۔ چنانچہ اسی غرض سے ہم جاپان میں بھی آئے اور آج احمدی ہی وہ لوگ ہیں جو اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات جاپانیوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جب اسلام کا حقیقی پیغام جاپانی لوگوں تک پہنچے گا تو وہ اس کو سنیں گے اور پسند کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں اس چیز کی بھی امید رکھتا ہوں کہ یہاں کے نیک فطرت لوگ حقیقی اسلام کو سمجھیں گے اور باوجود اس کے کہ یہاں شنٹوازم مذہب اور کلچر کی جڑیں کافی گہری ہیں وہ اسلام کے سچائی کے پیغام کو قبول کریں گے۔ اب ہم سب کو مل کر بھائی چارہ، رواداری اور امن کے قیام کے لئے کام کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ اِس دنیا کو فساد اور جنگ سے بچائے اور امن کا گہوارہ بنائے۔ آمین۔

.....

اسسٹنٹ پروفیسر Akiko Komura صاحبہ بھی اس تقریب میں موجود تھیں۔ موصوفہ پارلیمنٹ کی سیکرٹری رہی ہیں اور وہاں سے 2011ء میں ہیومینٹی فرسٹ کے کاموں اور جماعت احمدیہ سے متعارف ہوئیں۔ موصوفہ نے 2012ء میں جماعت کے بارہ میں تحقیق شروع کی اور اس بات سے بہت متأثر ہوئیں کہ جماعت احمدیہ وہ پہلی والنٹیئر تنظیم ہے جو زلزلہ سے متأثرہ علاقوں میں خدمت کے لئے پہنچی ہے۔

چنانچہ انہوں نے ایک کتاب لکھی جس کا عنوان یہ رکھا ''اسلام کس طرح جاپانی قوم سے روابط کا بہترین ذریعہ بن سکتا ہے''۔ موصوفہ نے اس موقع پر اپنے مختصر ایڈریس میں کہا کہ میں دس سال سے تحقیق کر رہی ہوں کہ اسلام کو جاپان میں کس طرح متعارف کروایا جائے اور اس کے مدّنظر میں نے یہ کتاب لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اسلام کے بارہ میں جاپانیوں کی سوچ کافی دور ہے اور وہ اس کو آسانی سے سمجھ نہیں سکتے۔ میں نے جاپانی زبان میں لکھی ہے۔ آئندہ اردو اور انگریزی زبان میں بھی لکھی جائے تو اچھا ہوگا۔

2011ء میں سونامی زلزلہ آیا اُس وقت جماعت احمدیہ سے تعلق کی ابتدا ہوئی۔ جماعت احمدیہ پہلی مذہبی تنظیم تھی جو وہاں مدد کے لئے پہنچی۔ پھر میں جماعت کے پروگراموں میں آنا شروع ہوئی اور مجھے علم ہوا کہ اسلام کا ایک فرقہ احمدیہ بھی ہے۔ پھر میں نے مزید تحقیق کی اور مجھے جماعت کے بارہ میں بہت سی معلومات حاصل ہوئیں اور جماعت سے تعلق بڑھا اور اس بات کا علم ہوا کہ جماعت احمدیہ ہی ہے جو اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیمات کو پیش کرتی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی کتاب میں مختلف جگہوں پر احمدیت کا اور ان کی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ اور میں اپنی اس کتاب کے ذریعہ اسلام کے تعارف اور جاپانیوں کے ساتھ اسلام کی انڈرسٹینڈنگ (understanding) پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

موصوفہ تقریب عشائیہ میں حضور انور کے بائیں طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے موصوفہ سے گفتگو کے دوران جماعت احمدیہ کے عقائد اور تعلیمات کے بارہ میں بتایا۔ جہاد کے صحیح اسلامی تصوّر کے بارہ میں بتایا کہ اصل اور سب سے اعلیٰ جہاد تو اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنا اور اسلام کی تعلیمات اور امن وسلامتی کا پیغام پہنچانا ہے۔ اس لئے آج جو انتہا پسند مسلمان گروپس لڑائی کر رہے ہیں اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام کسی ایسے جہاد کا قائل نہیں ہے۔

پھر حضور انور نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور آنے والے مسیحؑ کے حوالہ سے جماعت احمدیہ اور دوسرے مسلمانوں میں فرق کے بارہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا کہ دوسرے مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ سمجھتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ وہ اس آخری زمانہ میں زندہ واپس آئیں گے۔ جب کہ جماعت احمدیہ اس بات کی قائل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جس مسیحؑ نے اس آخری زمانہ میں آنا تھا وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صورت میں آچکا ہے اور آپ نے 1889ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ پس ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں یہ ایک بنیادی فرق ہے۔

عشائیہ کی یہ تقریب سات بجکر پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں آخر پر دوبارہ شکریہ ادا کیا گیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

یہاں سے واپس آتے ہوئے اس Meiji Kinekan کمپلیکس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو وہ ہال نما کمرہ دکھایا گیا جہاں ملک جاپان کا آئین تیار کیا گیا تھا۔ یہاں سے سات بجکر بیس منٹ پر روانہ ہوکر سات بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس ہوٹل میں تشریف لے آئے۔ ہوٹل کا ایک ہال نمازوں کی ادائیگی کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ہال میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

.....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاکٹر ساتا صاحب کے ذکر میں فرمایا تھا کہ 2013ء میں مَیں جب جاپان آیا تھا تو یہ مجھے ہوٹل میں ملنے آئے تھے۔

اس ملاقات کی تفصیل اس طرح ہے کہ حضور انور جب جاپان کے دورہ پر تشریف لائے تھے تو اِن دنوں ڈاکٹر ساتا صاحب اپنی کمپنی کے ایک بزنس ٹور پر یورپ میں تھے اور اٹلی کے سفر پر تھے۔ جب یہ واپس جاپان پہنچے تو شام کو مبلغ انچارج کو فون کیا کہ میں حضور انور سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس پر مبلغ نے کہا اب ملاقات مشکل ہے اور کل صبح ہوٹل سے ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہے اور لندن واپسی کا پروگرام ہے۔ اس پر ساتا صاحب کہنے لگے کہ میں صبح ہی ہوٹل پہنچ جاؤں گا اور ہوٹل کی لابی (Lobby) میں حضور انور کا انتظار کروں گا۔ جب حضور انور گزریں گے تو حضور کا چہرہ ہی دیکھ لوں گا۔ چنانچہ یہ صبح ہوٹل آ گئے۔ جب حضور انور ہوٹل سے باہر جانے کے لئے لابی میں تشریف لائے تو موصوف نے آگے بڑھ کر حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان کا حال دریافت فرمایا اور کچھ دیر کے لئے ان سے گفتگو فرمائی۔

بعد میں موصوف ڈاکٹر ساتا نے مبلغ انچارج کو بتایا کہ میں اس خیال سے آیا تھا کہ باہر جاتے ہوئے مجھے حضور انور کا چہرہ دیکھنے کا موقع مل جائے گا۔ لیکن مجھے مصافحہ کا شرف ملا اور میں نے حضور سے باتیں بھی کیں۔ مجھے اس قدر خوشی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ انہیں اس سعادت میں بڑھائے اور حق کو پہچاننے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

.....

18 نومبر 2015ء بروز بدھ

.....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے پانچ بجے ہوٹل کے ایک ہال میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

.....

Tokyo سے Nagoya کے لئے روانگی اور Nagoya میں ورود مسعود

آج پروگرام کے مطابق ٹوکیو (Tokyo) سے ناگویا (Nagoya) کے لئے بذریعہ ٹرین روانگی تھی۔ صبح دس بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور روانگی سے قبل اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے بعد ٹوکیو کے ریلوے اسٹیشن Shinagawa کے لئے روانگی ہوئی۔ دس بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ یہاں سے ناگویا کے لئے روانگی گیارہ بجکر 27 منٹ پر ہوئی۔ ٹوکیو سے ناگویا کا فاصلہ 350 کلومیٹر ہے۔ ٹوکیو کے علاوہ جاپان کے بڑے شہروں میں اوساکا، کیوٹو، یوکوہاما اور ناگویا شامل ہیں۔ ناگویا جاپان کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ ٹوکیو سے ناگویا تک کا سارا راستہ ہی بڑا خوبصورت اور سرسبز وشاداب پہاڑوں اور وادیوں پر مشتمل ہے۔ ریلوے لائن کے دونوں جانب آبادیاں نظر آتی ہیں۔ شہر، قصبات اور دیہات آباد ہیں اور ان کے پیچھے خوبصورت پہاڑی سلسلے ہیں اور ان پہاڑوں پر ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔

جاپان کا سب سے مشہور پہاڑ Mt. Fuji بھی ٹوکیو سے ناگویا جاتے ہوئے راستہ میں آتا ہے۔ یہ پہاڑ 3776 میٹر بلند ہے اور اس کی چوٹی برف سے ڈھکی رہتی ہے۔ اس آتش فشاں پہاڑ کی چوٹی پر 800 میٹر چوڑا اور 200 میٹر گہرا گڑھا ہے۔ یہ پہاڑ اب تک 13 مرتبہ پھٹ چکا ہے۔ جاپان میں قریباً اسّی آتش فشاں پہاڑ ہیں اور سات آتش فشاں Belts جاپان کے نیچے سے گزرتی ہیں۔

جاپان میں چلنے والی ٹرینیں Nozomi ایکسپریس کہلاتی ہیں اور تین سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار تک چلتی ہیں۔ ''Nozomi ایکسپریس 331'' جو کہ ٹوکیو سے ناگویا جا رہی تھی ایک گھنٹہ 33 منٹ کے سفر کے بعد ایک بجے دوپہر ناگویا پہنچی۔

ناگویا میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور وفد کی رہائش کا انتظام Hilton ہوٹل میں کیا گیا تھا۔ اسٹیشن سے روانہ ہوکر ایک بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہوٹل میں تشریف آوری ہوئی۔ جہاں ہوٹل کے اسسٹنٹ مینیجر اور سٹاف کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق یہاں سے دو بجے نئی تعمیر ہونے والی ''مسجد بیت الاحد'' کے لئے روانگی ہوئی۔ جو اس ہوٹل سے قریباً بیس سے تیس منٹ کی مسافت پر واقع ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مسجد بیت الاحد آمد

قریباً اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''مسجد بیت الاحد'' تشریف آوری ہوئی جہاں مسجد کے بیرونی احاطہ میں احباب جماعت مرد وخواتین نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔ اس وقت بارش ہو رہی تھی اور ہر شخص چھتری لئے کھڑا اپنے آقا کی آمد کا منتظر تھا۔ احباب جماعت نے نعرے بلند کئے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔

جاپان کی سرزمین پر تعمیر ہونے والی یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ہے جس کا باقاعدہ افتتاح انشاء اللہ العزیز 20 نومبر بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ کے ساتھ ہوگا۔

حضور انور نے مسجد کا معائنہ فرماتے ہوئے نیشنل صدر جماعت احمدیہ جاپان سے بعض امور کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ مسجد کے پچھلے حصّہ میں باقاعدہ پردہ لگا کر اور Moving Partition کر کے لجنہ کے لئے انتظام کیا جائے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے روانہ ہوکر تین بجکر بیس منٹ پر واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔

فیملی ملاقاتیں

آج شام ''مسجد بیت الاحد'' میں فیملی ملاقاتوں کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چھ بجے ہوٹل سے روانہ ہوئے اور نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد ساڑھے چھ بجے مسجد بیت الاحد تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج 44 فیملیز کے 160/احباب نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ اور ہر ایک نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا بھی شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج ملاقات کرنے والوں میں ناگویا جماعت کے ممبران اور فیملیز کے علاوہ بیرونی ممالک کانگو (Congo)، دبئی، آسٹریلیا، انڈونیشیا، ملائشیا، پاکستان، بھارت، کینیڈا، سری لنکا اور برما سے آنے والے وفود اور احباب جماعت نے بھی ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ان ممالک سے احباب جماعت اور فیملیز بڑے لمبے سفر طے کر کے مسجد بیت الاحد کے افتتاح میں شمولیت کے لئے پہنچی ہیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات پونے دس بجے تک

جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد رات ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔

.....

ملک جاپان اور جماعت احمدیہ جاپان کا مختصر تعارف

ملک جاپان چار بڑے جزیروں Hokkaido، Honshio، Shikoko اور Kyshu اور دوسرے ہزاروں چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل ملک ہے۔ جاپان کی کُل لمبائی 2360 میل ہے۔ جاپان کو پہاڑوں کی سرزمین بھی کہا جاتا ہے۔ جاپان کی زمین کا تقریباً 67 فیصد حصّہ پہاڑی علاقہ ہے اور صرف 33 فیصد حصّہ ہموار زمین ہے۔ چونکہ بے شمار پہاڑی سلسلوں نے رہائشی جگہوں کو محدود کر رکھا ہے اس لئے ہموار زمین پر اپنی کثیر آبادی کی وجہ سے جاپان دنیا کا گنجان ترین ملک ہے۔ صرف دارالحکومت ٹوکیو کی آبادی ہی ڈیڑھ کروڑ تک پہنچ رہی ہے۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے ٹوکیو میں زیرزمین ریلوے نظام ہے۔ بعض جگہ تین تین منازل پر مشتمل ریلوے لائنیں بچھی ہوئی ہیں۔ اسی طرح زمین کے اوپر تین تین منازل پر مشتمل سڑکوں کا نظام ہے اور سارے شہر کے اندر جگہ جگہ میل ہا میل لمبے پُل بنا کر تین تین منازل پر مشتمل سڑکیں بنائی گئی ہیں تا کہ ٹریفک سہولت کے ساتھ رواں دواں رہے۔

جاپان میں احمدیہ مشن کا قیام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں 1935ء میں عمل میں آیا جب مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب پہلے مبلغ کی حیثیت سے 4 جون 1935ء کو جاپان پہنچے اور پھر قریباً دو سال بعد 10 جنوری 1937ء کو مکرم مولوی عبدالغفور ناصر صاحب دوسرے مبلغ کی حیثیت سے جاپان تشریف لے گئے اور وہاں احمدیت کا پیغام پہنچانے کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ 1941ء میں واپس قادیان تشریف لے آئے۔

پھر جنگ عظیم دوم کے بعد 8 ستمبر 1969ء کو مکرم میجر عبدالحمید صاحب بطور مبلغ جاپان پہنچے اور پھر اس کے بعد وقفہ وقفہ سے مبلغین جاپان جاتے رہے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جاپان میں ٹوکیو (Tokyo) اور ناگویا (Nagoya) شہروں میں جماعتیں قائم ہیں۔ اور دونوں جگہ جماعت کے سینٹر قائم ہیں۔ جاپان میں جماعت کا پہلا مرکزی مشن ہاؤس ناگویا شہر کے علاقہ Meitu-Ku میں واقع ہے۔ مشن ہاؤس کی یہ عمارت مکرم عطاء المجیب راشد صاحب سابق مبلغ انچارج جاپان نے 11 ستمبر 1981ء کو خریدی تھی۔ اس طرح جاپان میں جماعت کے مستقل دارالتبلیغ کا قیام عمل میں آیا تھا اور اُس وقت کے اخبار The Japan Times نے اس کے قیام کی خبر شائع کی۔ یہ مشن ہاؤس دو منزلہ ہے۔ اوپر کا حصّہ رہائشی ہے اور نیچے کے حصّہ میں دفتر، لائبریری اور نماز پڑھنے کے لئے محدود جگہ ہے۔

جون 2013ء میں ناگویا میں مسجد کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ زمین خریدا گیا جس کا رقبہ تقریباً تین ہزار مربع میٹر ہے اور اس پر ایک کنکریٹ کی عمارت بنی ہوئی تھی جس کی تعمیر 19 سال قبل ہوئی تھی۔ یہ عمارت بطور گیم سینٹر استعمال ہوتی تھی۔ یہ قطعہ زمین اور عمارت قریباً آٹھ لاکھ ڈالرز میں خریدی گئی تھی۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جگہ باقاعدہ مسجد تعمیر ہو چکی ہے اور اس مسجد کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الاحد'' رکھا ہے۔ اور اب مؤرخہ 20 نومبر بروز جمعۃ المبارک اس مسجد کا افتتاح ہوگا۔ ارض جاپان پر جماعت احمدیہ کی یہ پہلی مسجد ہے۔

اس مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے پریس اور میڈیا میں خبریں آنا شروع ہوگئی ہیں۔

.....

❁ 11 نومبر 2015ء کو مسجد کی تعمیر کے مکمل ہونے کا اعلان کرتے ہوئے ملک کی دوسری بڑی اخبار ''Asahi Shinbun'' نے درج ذیل رپورٹ شائع کی:

[مسلمان ''امن و محبت'' جن کے ایمان کا حصہ ہے

جماعت احمدیہ جاپان کی مسجد اور کمیونٹی سنٹر آئی چی پریفکچر کے تسوشیما شہر میں تعمیر ہو گیا ہے۔ پانچ چھوٹے بڑے میناروں پر مشتمل اس مسجد میں 500 کے قریب نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اس لحاظ سے اسے ملک بھر میں سب سے بڑی مسجد کہا جا رہا ہے۔

دوسری منزل پر آفس اور کچن کے علاوہ میٹنگ رومز اور لائبریری بھی قائم کی گئی ہے۔ قوم اور مذہب کی تمیز سے بالاتر ہر شخص اس مسجد میں آ سکتا ہے۔ یہاں انگریزی، اردو اور عربی زبان سیکھنے کی سہولت کے ساتھ علاقہ کے لوگوں سے میل ملاپ بڑھانے کے لئے پروگراموں کا انعقاد ہوگا۔

امن و محبت کا پرچار اور اپنے معاشرہ سے میل ملاپ بڑھاتے ہوئے پروگراموں کا انعقاد جماعت احمدیہ کا طرّہ امتیاز ہے۔ جاپان میں زیادہ تر پاکستانی اور 15 دیگر قوموں سمیت اس جماعت کے 200 کے قریب ممبر آباد ہیں۔ رضا کارانہ سرگرمیوں میں بھی پیش پیش رہنے والی جماعت ہے۔ یہ لوگ کوبے میں آنے والے زلزلہ، تسونامی اور شمالی جاپان میں آنے والے زلزلوں کے علاوہ امسال آنے والے سیلاب کے بعد متاثرین کو کھانا وغیرہ تقسیم کر کے خدمت میں حصہ لیتے رہے۔

جماعت احمدیہ جاپان کے صدر اور مبلغ انچارج انیس احمد ندیم (عمر 37 سال) نے اپیل کی ہے کہ ''ہم چاہتے ہیں کہ جاپانی اسلام کی صحیح تفہیم حاصل کریں اور اس کے لئے وہ خود آئیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔''

20 نومبر کو دوپہر 12 سے اڑھائی بجے تک افتتاحی تقریب منعقد ہوگی۔ جماعت احمدیہ کے بین الاقوامی مرکز لندن سے جماعت کے سپریم لیڈر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب تشریف لا رہے ہیں اور 21 نومبر کی شام کو وہ افتتاحی تقریب کے شرکاء سے خطاب فرمائیں گے۔]

.....

❁ مسجد کے افتتاح کے موقع پر ہمسایوں اور جاپانی دوستوں کی طرف سے ہر قسم کے تعاون اور جذبہ خیر سگالی کا اظہار ہو رہا ہے۔ صدر صاحب جاپان نے بتایا کہ مہمانوں کی تعداد کے پیش نظر رہائش کا انتظام کرنے کی پریشانی تھی۔ بیرونی ممالک سے بڑی کثرت سے مہمان آ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ ایک جاپانی دوست نے ایک بہت بڑا تین منزلہ مکان ہمیں پیش کر دیا جہاں پچاس سے زائد مہمان آسانی سے ٹھہر سکتے ہیں۔

مسجد کے سامنے کھجور یا کھجور کی طرز کے دو درخت لگانا چاہتے تھے۔ مسجد کے ایک ہمسایہ نے اپنے صحن میں لگے ہوئے کھجور کے دو درخت پیش کر دیئے جو اب مسجد کی زینت ہیں۔

مسجد کے افتتاح کے موقع پر دو صد کے قریب مہمانوں کی آمد متوقع ہے۔ 150 کے قریب گاڑیوں کی پارکنگ کا انتظام کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کے قریبی تین ہمسایوں سے درخواست کی گئی تو سب نے نہایت خوش دلی سے اپنی پارکنگز پیش کر دیں۔

جاپانی افتتاح کے موقع پر بہت خوبصورتی سے قیمتی پھولوں کی سجاوٹ کرتے ہیں۔ ہمارے دو جاپانی دوستوں نے وقت سے پہلے ہی رابطہ کر کے پیشکش کی کہ وہ ریسپشن کے موقع پر مارکی میں اور افتتاح کے موقع پر مسجد سے باہر پھولوں کی سجاوٹ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مسجد بہت خوبصورت تعمیر ہوئی ہے۔ اس کے میناروں پر سبز رنگ کی روشنیاں دور سے دکھائی دیتی ہیں اور یہ سارے علاقہ کے لئے روشنی کا مینار بن رہی ہے۔ مین روڈ پر واقع ہونے کی وجہ سے ہر گزرنے والا مسافر اسے دیکھتا ہے۔ اور روزانہ ہزار ہا افراد کی نظر اس پر پڑتی ہے۔ اہل جاپان جو بہت سے خداؤں کے قائل ہیں اب اس مسجد کے میناروں سے ان کے لئے توحید کا نور پھوٹے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا تھا: ''جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے''۔ ''اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کر دے گا''۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد کی تعمیر سے جاپانیوں کو اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات ملیں گی اور وہ اسلام کی طرف مائل ہوں گے۔ ان کے دل تبدیل ہوں گے اور بالآخر وہ ایک دن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں آئیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا قومیں اس چشمہ سے سیراب ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی انشاء اللہ العزیز جاپانی قوم کے حق میں پوری ہوگی اور ایک دن یہ قوم بھی اس چشمہ سے سیراب ہوگی۔ یہی تقدیر الٰہی ہے جو انشاء اللہ ایک دن پوری ہوگی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: نماز با جماعت اور متعلقہ مسائل
از صفحہ 4

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدہ:28) خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیّت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں''۔

(الحکم 17 مارچ 1901ء صفحہ 8)

❁ دو آدمیوں نے بیعت کی۔ ایک نے سوال کیا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:

''وہ لوگ ہم کو کافر کہتے ہیں۔ اگر ہم کافر نہیں ہیں تو وہ کفر لوٹ کر اُن پر پڑتا ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ اس واسطے ایسے لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ پھر اُن کے درمیان جو لوگ خاموش ہیں وہ بھی انہیں میں شامل ہیں۔ اُن کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں کیونکہ وہ اپنے دل کے اندر کوئی مذہب مخالفانہ رکھتے ہیں جو ہمارے ساتھ بظاہر شامل نہیں ہوتے''۔ (بدر 15 دسمبر 1905ء صفحہ 2)

❁ اپنی جماعت کا غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا:

''صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتحِ عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دُنیا میں رُوٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن مُنہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور رُوٹھنا تو خدا کے لئے ہے۔ تم اگر ان میں رَلے مِلے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے، وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے''۔

(الحکم 10 اگست 1901ء صفحہ 3)

غیروں کی مساجد میں نماز

ایک شخص نے بعد نماز مغرب بیعت کی اور عرض کیا کہ الحکم میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ غیر از جماعت کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ فرمایا:

''ٹھیک ہے اگر مسجد غیروں کی ہے تو گھر میں پڑھ لو، اکیلے پڑھ لو حرج نہیں اور تھوڑے سے صبر کی بات ہے''۔

(البدر 28 نومبر 1902ء صفحہ 36)

اکیلے احمدیوں کے لئے ہدایت

بعض احباب نے سوال کیا کہ نماز تنہا پڑھ لیا کریں؟ فرمایا:

''ہاں الگ اور تنہا پڑھ لیا کرو۔ یہ سلسلہ خدا کا ہے وہ چاہتا ہے کہ ان سے الگ رہو۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ خدا جماعت کر دیوے گا''۔ (البدر 16 جنوری 1903ء صفحہ 90)

صرف تصدیق کرنے والوں کے پیچھے نماز پڑھو

سید عبداللہ صاحب عرب نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں۔ وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ فرمایا:

''مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو''۔

عرب صاحب نے عرض کیا وہ لوگ حضورؑ کے حالات سے واقف نہیں ہیں اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔ فرمایا:

''ان کو پہلے تبلیغ کر دینا پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذّب''۔

عرب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے مُلک کے لوگ بہت سخت ہیں اور ہماری قوم شیعہ ہے۔ فرمایا:

''تم خدا کے بنو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ اس کا متولی اور متکفّل ہو جاتا ہے''۔ (الحکم 24 ستمبر 1901ء صفحہ 6)

❁ عجب خان صاحب تحصیلدار نے حضرت اقدسؑ سے استفسار کیا کہ اگر کسی مقام کے لوگ اجنبی ہوں اور ہمیں علم نہ ہو کہ وہ احمدی جماعت میں ہیں یا نہیں تو اُن کے پیچھے نماز پڑھی جاوے کہ نہیں؟ فرمایا:

''ناواقف امام سے پوچھ لو۔ اگر وہ مصدّق ہو تو نماز اس کے پیچھے پڑھی جاوے ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک جماعت الگ بنانا چاہتا ہے اس لئے اس کے منشاء کی کیوں مخالفت کی جاوے۔ جن لوگوں سے وہ جُدا کرنا چاہتا ہے بار بار اُن میں گھُسنا یہی تو اس کے منشاء کے مخالف ہے''۔

(البدر 20 فروری 1903ء صفحہ 34 ، 35)

❁ سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضورؑ کے حالات سے واقف نہیں، تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ فرمایا:

''پہلے تمہارا فرض ہے کہ اُسے واقف کرو۔ پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر، ورنہ اُس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو اور اگر خاموش رہے نہ تصدیق کرے اور نہ تکذیب، تو وہ بھی منافق ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو''۔

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 299)

☆.....☆.....☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

خلفاء راشدین کے تقویٰ کی شان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4 جون 2011ء میں مکرم مظفر احمد درّانی صاحب کے قلم سے خلفاء راشدین کے تقویٰ کے حوالہ سے ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔

❁ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ کے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ایک پرانے غلام سے ایک چیز لے کر کھالی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ چیز ناجائز ذریعہ سے حاصل کی ہوئی تھی تو آپؓ نے فوراً منہ میں ہاتھ ڈال کر پیٹ میں جو کچھ تھا سب قے کر دیا۔

❁ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان کسی بات پر تلخ کلامی ہوئی جس میں زیادتی حضرت عمرؓ کی طرف سے ہوئی تھی۔ اگرچہ دونوں کو غلطی کا احساس ہو چکا تھا اور دونوں ہی نادم تھے۔ مگر اصل معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا تو آپؐ نے حضرت عمرؓ کو ڈانٹنا شروع کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تقویٰ نے جوش مارا اور آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بار بار عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! غلطی میری تھی، غلطی میری تھی۔ آپ ہمیں معاف فرما دیں۔

❁ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وفات پا گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو ہرگز قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے بلکہ کسی اور کے منہ سے بھی اس کا اظہار سننا آپ کو گوارا نہ تھا۔ مگر جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آکر آیتِ قرآنیہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت کی تو حضرت عمرؓ کا تقویٰ دیکھئے کہ یہ آیت سنتے ہی سارا جوش جاتا رہا اور فوراً ہی سرِ تسلیم خم کیا۔

❁ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نمازوں میں تلاوت کے دوران تقویٰ اللہ سے خوب روتے، آپ کی آواز پچھلی صفوں تک سنی جاتی۔ اللہ تعالیٰ کے مؤاخذہ کا خوف آپ کو اس قدر تھا کہ کہا کرتے تھے کہ ''میرا تو دل چاہتا ہے کہ کاش برابر میں ہی چھوٹ جاؤں اور مجھ سے کوئی مؤاخذہ نہ ہو، خواہ کوئی انعام نہ ہی دیا جائے''۔

❁ 18ھ میں عرب میں قحط پڑا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی رعایا کے لئے بہت بے چین ہو گئے۔ دُور دراز سے غلّہ اور خورونوش کا سامان منگوا کر تقسیم کیا اور خود اپنی مرغوب غذائیں چھوڑ دیں۔ گھی مہنگا ہوا تو تیل کھانے لگ گئے۔ اگرچہ اس وجہ سے بیمار بھی ہو گئے مگر تقویٰ اللہ غالب تھا۔ فرمایا کہ اس وقت تک گھی نہیں کھاؤں گا جب تک سب لوگوں کے لئے میسر نہ آجائے۔

❁ ایک رات حضرت عمرؓ گشت پر تھے کہ ایک بدُّو کے خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ معلوم ہوا کہ اُس کی عورت کے ہاں ولادت متوقع ہے مگر گھر میں دوسری کوئی عورت مدد کے لئے نہیں ہے۔ آپ فوراً اپنے گھر آکر اپنی زوجہ مطہرہ حضرت امّ کلثوم بنت علیؓ کو ساتھ لائے جنہوں نے اس عورت کی مدد اور خدمت کی۔ اور کچھ ہی دیر کے بعد آواز دی کہ اے امیر المومنین! مبارک ہو، آپ کے دوست کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اس پر وہ بدُّو چونکا کہ امیر المومنین اپنی اہلیہ سمیت ہماری خدمت کے لئے آئے ہیں۔ مگر آپؓ نے فرمایا: گھبراؤ نہیں، کل میرے پاس آجانا، بچے کے لئے وظیفہ بھی مقرر کر دیا جائے گا۔

❁ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بار اپنے ایک غلام کی غلطی پر اس کی گوشمالی کی یعنی کسی بات پر تنبیہ کے لئے کان مروڑے۔ پھر رحم غالب آیا تو اس غلام کو بلا کر فرمایا کہ مجھ سے بدلہ لے لو۔ اس پر اس نے آپ کا کان پکڑ لیا تو آپ نے فرمایا کہ اَور سختی سے مروڑو کہ اسی دنیا میں جو بدلہ چکا دیا جائے وہ کیا خوب ہے۔

❁ حضرت عثمانؓ اپنے گھر میں کئی غلام اور لونڈیاں ہونے کے باوجود اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا پسند کرتے تھے۔ رات کو اُٹھ کر اپنی ضروریات خود پوری کرتے تھے حتیٰ کہ وضو کے پانی کا رات کو بھی خود انتظام کرتے۔ کسی نے کہا کہ خادم کی مدد لے لیا کریں۔ چونکہ دل میں تقویٰ بھرا ہوا تھا، اس لئے فرمایا کہ رات تو اُن کے آرام کے لئے ہے۔ پھر میں کیونکر اُن کے آرام میں خلل ڈالوں۔

❁ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک کافر سے جنگ ہوئی۔ جنگ میں مغلوب ہو کر وہ کافر بھاگا۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ نے اس کا تعاقب کیا اور آخر اسے پکڑا۔ اس سے کشتی کر کے اسے زیر کر لیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اس کی چھاتی پر خنجر نکال کر اس کے قتل کرنے کے واسطے بیٹھ گئے تو اس کافر نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ اس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اس کی چھاتی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس سے الگ ہو گئے۔ وہ کافر اس معاملہ سے حیران ہوا اور تعجب سے اس کا باعث دریافت کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ ہم لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں تو محض خدا کے حکم سے کرتے ہیں، کسی نفسانی غرض سے نہیں کرتے بلکہ ہم تو تم لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے تم کو پکڑا خدا کے لئے تھا، مگر جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو اس سے مجھے بشریت کی وجہ سے غصہ آ گیا، تب میں ڈرا کہ اگر اس وقت جب کہ اس معاملہ میں میرا نفسانی جوش بھی شامل ہو گیا ہے تم کو قتل کروں تو میرا سارا ساختہ پرداختہ ہی برباد ہو جاوے اور جوشِ نفس کی ملونی کی وجہ سے میرے نیک اور خالصاً لِلّٰہ اعمال بھی حبط ہو جاویں گے۔ یہ ماجرا دیکھ کر کہ ان لوگوں کا اتنا باریک تقویٰ ہے، اس نے کہا کہ میں نہیں یقین کر سکتا کہ ایسے لوگوں کا دین باطل ہو۔ لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 609)

❁ حضرت علیؓ کا کوفہ میں یہ معمول تھا کہ سادہ لباس میں گلیوں اور بازاروں میں گھوم پھر کر لوگوں کو تقویٰ اور سچائی کی تلقین کرتے اور خرید وفروخت میں پورے ماپ تول کا وعظ کرتے تھے۔ ایک دفعہ بیت المال میں جو کچھ تھا تقسیم کر کے اس میں جھاڑو پھیر دیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا: امید ہے کہ قیامت کے دن یہ میری گواہی ہوگی۔

❁ ❁ ❁

محترم مسعود احمد خان دہلوی صاحب کی خودنوشت ''سفرحیات''

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے رسالہ ''انصارالدین'' ستمبر و اکتوبر 2011ء میں فرخ سلطان محمود کے قلم سے کتاب ''سفرحیات'' پر تبصرہ شامل اشاعت ہے۔ یہ کتاب خودنوشت سوانح ہے جو ایک قادرالکلام اور منفرد طرز کے انشاء پرداز محترم مسعود احمد خانصاحب دہلوی کے قلم کا شاہکار ہے۔ سلیس اور رواں تحریر مصنف کی ذاتی شاندار زندگی کی عکاسی کرنے کے علاوہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کے حوالہ سے بھی کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے آگے بڑھتی ہے اور قاری کی دلچسپی میں اضافہ کرتی چلی جاتی ہے۔

A5 سائز کے پانچ سو صفحات پر مشتمل یہ مجلّد کتاب دلچسپ تحریر کے علاوہ ظاہری طور پر بھی دیدہ زیب ہے۔ اور یہ کہنا یقیناً بجا ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے سے زندگی میں پیش آنے والے کئی روزمرّہ مسائل میں رہنمائی فراہم ہو سکتی ہے۔ اس کتاب سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

❁ 1920ء میں پیدا ہونے والے محترم مسعود احمد خان صاحب کی زندگی کا اہم ترین موڑ وہ تھا جب آپ نے دنیاوی ترقی کی دوڑ میں نمایاں سبقت حاصل کرنے کے باوجود اپنے والد محترم کی خواہش پر لبّیک کہتے ہوئے اپنی زندگی وقف کرنے کی سعادت حاصل کی۔

❁ آپ لکھتے ہیں: 1936ء میں میٹرک کے امتحان میں شرکت کے لئے مَیں نے اپنا نام ''مسعود احمد احمدی'' درج کیا تو ٹیچر نے کہا کہ ذاتیں شناخت کا ذریعہ ہوتی ہیں اس لئے تم احمدی کی بجائے خان لکھو۔ مَیں نے کہا کہ میرا احمدی ہونا ہی میری شناخت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میٹرک کی سند کا نام ہر جگہ چلتا ہے اور اس طرح احمدی کا لفظ تمہارے نام کا مستقل جزو بن جائے گا اور احمدیوں کے خلاف تعصّب کی وجہ سے تمہیں ملازمت کے حصول میں دقّت ہوگی۔ مَیں نے کہا کہ رازق خدا ہے اور اُس نے جو رزق میرے لئے مقرر کر چھوڑا ہے وہ بہرحال مجھے مل کر رہے گا۔

میرے استاد نے میری بات کو میری نادانی پر محمول کیا اور اگلے روز میرے والد کو سکول بلا کر ساری بات اُن سے کہہ دی۔ والد صاحب نے فرمایا کہ یہ تو صحیح ہے کہ ہم احمدی ہیں لیکن ہر احمدی کے لئے ہرگز ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ ''احمدی'' کا اضافہ کرے۔ لیکن چونکہ آپ نے اس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ نام میں اس اضافہ سے ملازمت کے حصول میں دقّت پیش آسکتی ہے اس لئے اب مَیں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ مسعود احمد احمدی ہی نام درج کیا جائے۔ اس پر محترم استاد بہت حیران ہوئے اور فرمایا کہ واقعی آپ لوگوں کا ایمان بصیرت پر مبنی ہے اور مَیں اس میں مزاحم ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

❁ سکول کی فضا مذہبی تعصّب سے پاک تھی البتہ عربی اور اردو کے استاد محترم مولوی عبدالخالق صاحب جو قادیان کے ہی رہنے والے تھے، احمدیت کی مخالفت کا کوئی نہ کوئی پہلو نکال لیا کرتے تھے۔ جب مَیں اپنی بساط کے مطابق اُن کے اعتراض کا جواب دیتا تو ڈانٹ کر خاموش کرا دیتے لیکن دوسرے طلباء سے یہ ضرور کہتے کہ چھوٹی عمر میں اپنے عقائد اور مسائل کا جتنا علم اس قادیانی کو ہے اتنا علم تم میں سے کسی کو نہیں، تم سب اس معاملہ میں کورے ہو۔

ویسے اُن کی طرف سے احمدیت کی مخالفت اپنی جگہ تھی لیکن مجھ پر بحیثیت شاگرد شفقت اپنی جگہ۔ ایک دفعہ مَیں نے اُن سے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں اُن کے اساتذہ کے بارہ میں دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ آج تُو نے بہت ہی ٹیڑھا سوال کیا ہے، تُو مجھ سے اپنے بزرگوں کی تعریف کروانا چاہتا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یوں تو سب اساتذہ ہی بہت لائق، شریف النفس اور ہمدرد تھے لیکن مولوی شیر علی صاحب کا مجھ سمیت سارے طلباء ہی بہت احترام کرتے تھے۔ وہ صحیح معنوں میں ایک روحانی انسان تھے۔ ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ اوّل تو وہ سزا نہیں دیتے تھے لیکن اگر کسی طالبعلم کو سزا دینی ہی پڑتی تو وہ مٹھی بند کر کے اُسے بند انگلیوں کے رُخ پیٹھ پر آہستہ سے مُکّہ مارتے اور ساتھ ہی دھیمی آواز میں کہتے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ ان کی اس روحانی ادا کا ہم پر عجیب اثر ہوتا اور ہم پوری کوشش کرتے کہ ہم انہیں کوئی شکایت کا موقع نہ دیں۔

❁ ایک بار اردو پارک دہلی میں مجلس احرار کے جلسہ میں عطاء اللہ شاہ بخاری نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مرزا صاحب کی کوئی ایک پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔ جب اِس دعویٰ کا ذکر کسی استاد نے سکول میں آکر کیا تو ایک غیر احمدی استاد محترم محمد ہاشم خانصاحب کہنے لگے کہ شاہ جی کی یہ بات درست نہیں ہے۔ مَیں نے لیکھرام کی ہلاکت کے متعلق مرزا صاحب کی پیشگوئی کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی اور لیکھرام کی ہلاکت اور اسلام کی صداقت کو آشکارا کرنے کا موجب بنی۔

❁ ڈویژنل اکاؤنٹنٹ کی ٹریننگ کے لئے منتخب ہونے کے بعد مَیں بالکل ایک نئی دنیا میں آوارد ہوا جہاں رشوت کی اس قدر بھرمار تھی کہ کیشیئر ہر ٹھیکیدار کی لاکھوں کی رقم میں سے مخصوص حصہ وضع کر لیتا اور ساری رقم مہینہ کے آخر میں سارے سٹاف میں تقسیم کر دی جاتی۔ اس کے علاوہ چپڑاسی اور خاکروب وغیرہ بھی ٹھیکیداروں کے پیچھے ہاتھ پھیلائے بھاگ رہے ہوتے۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ جس طرح قصائی کی دکان کے آگے کتّے زمین پر بیٹھے زبان نکالے چھیچھڑوں کے انتظار میں ہانپ رہے ہوتے ہیں۔ مجھے اس سارے منظر سے بے حد وحشت ہوئی اور مَیں لَاحَوْل پڑھتا رہتا۔ میرے وہاں جانے کے بعد پہلی بار جب رقم تقسیم ہونے لگی تو ایک بوڑھے کیشیئر دیوی لال (جو کٹّر آریہ تھا) نے کہا کہ نئے اکاؤنٹنٹ کے سامنے رشوت کا نام بھی نہ لینا، وہ احمدی ہے اور احمدی رشوت بالکل نہیں لیتے، اگر اُس کو رشوت کی رقم دی تو وہ ہم سب کو پھنسوا دے گا اور اپنے نقصان کی پرواہ نہیں کرے گا۔

ایک دن مجھے ایک نوآموز کلرک نے ڈرتے ڈرتے بتایا کہ اُس نے ایک ٹھیکیدار سے دس روپے لئے ہیں۔ وہ میری ناراضگی سے ڈر بھی رہا تھا۔ مَیں فوراً سمجھ گیا کہ اُس نے میرا نام لے کر یہ رقم اُس سے لی ہے۔ مَیں نے ٹھیکیدار کو بلا کر پوچھا کہ کیا کلرک نے میرا نام لے کر اُس سے رشوت لی ہے؟۔ اُس نے بتایا کہ اِس نے آپ کا نام لے کر روپے مانگے تھے جبکہ دیوی لال نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ نئے اکاؤنٹنٹ احمدی ہیں اور انہیں کبھی رشوت دینے کی کوشش نہ کرنا۔ اس لئے جب کلرک نے دس روپے مانگے تو مَیں نے اسے کہا کہ تجھے پیسے چاہئیں تو تُو مجھ سے پیسے لے لے لیکن نئے اکاؤنٹنٹ کا نام نہ لے۔ سردار جی سے مَیں نے کہا کہ مَیں اِس سے دس روپے آپ کو واپس دلوا دیتا ہوں تو وہ کہنے لگا کہ پھینکی ہوئی ہڈّی کتے کے منہ سے چھیننے کے لئے انسان کو خود بھی کتا بننا پڑتا ہے، چھوڑیں، اگر وہ حرام کھاتا ہے تو کھاتا پھرے۔ پھر مَیں نے اس ہندو کلرک کو خوب جھاڑ پلائی اور چار روپے اُسے دے کر تین تین روپے سیکشن کے چپڑاسیوں کو دلوائے۔

❁ مَیں کالج کے پہلے سال میں ہی تھا کہ مجھے اپنی والدہ محترمہ امۃ المغنی شمیم کی وفات کے صدمہ سے دوچار ہونا

پڑا۔ وہ غیر معمولی طور پر ایک بہت ہی باصلاحیت خاتون تھیں جنہوں نے دہلی میں لجنہ اماء اللہ کے قیام کے ابتدائی سالوں میں اسے مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے اور فعّال بنانے میں نمایاں خدمت کی تھی۔

اُن کو باقاعدہ کسی سکول میں داخلہ لے کر تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا تھا لیکن انہوں نے زمانہ کے شرفاء کے گھرانوں کے رواج کے مطابق گھر پر اردو اور فارسی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اردو میں مضامین لکھنے کے علاوہ دینی نظمیں بھی کہہ لیا کرتی تھیں۔ موقع اور محل کی مناسبت سے مؤثر تقریر کرسکتی تھیں۔ گھرداری، سلیقہ شعاری اور تربیتِ اولاد کے اوصاف سے پوری طرح مزیّن تھیں۔ دوسروں کی خیرخواہ تھیں اور اپنے حسن سلوک کے ذریعہ خاندانی رشتوں کو مضبوط کرنے کے فن سے آگاہ تھیں۔

تربیت اولاد کے ضمن میں اُن کے کچھ بنیادی اصول تھے جن پر وہ سختی سے کاربند رہیں۔ پہلا اصول یہ تھا کہ وہ اعتدال سے ہٹے ہوئے بے جا لاڈ پیار کی شدید مخالف تھیں۔ اولاد سے انہیں بھی ہر ماں کی طرح شدید محبت تھی لیکن مَیں نے کبھی نہیں دیکھا کہ مجھ سمیت اپنے کسی بچے کو گود میں لے کر چُوم چُوم کر ''مَیں صدقہ جاؤں، واری جاؤں'' وغیرہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کئے ہوں۔

دوسرا اصول یہ تھا کہ وہ بچوں کے ساتھ محبت اور احترام سے پیش آتیں اور اُن کی جملہ ضروریات کو پورا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتیں۔ لیکن اس بات کی شدید مخالف تھیں کہ محبت کے جذبہ سے مغلوب ہوکر بچے کی بے جا، ناواجب اور ناروا ضد کو پورا کیا جائے اور یہ سمجھ کر کہ بچہ بڑا ہوکر خود ٹھیک ہوجائے گا اس معاملہ میں تساہل سے کام لیا جائے۔

تیسرا اصول یہ تھا کہ وہ مار پیٹ سے کام لینے یا بچے کو بُرا بھلا کہنے اور کہے جانے کی شدید مخالف تھیں۔ اگر سمجھانے بجھانے سے نہ مانتا اور اپنی ناواجب ضد پر اَڑا رہتا تو وہ صرف ایک یہ سزا دینے کی قائل تھیں کہ اس کو اس وقت تک کھانا نہ دیا جائے جب تک وہ اپنی ضد سے باز نہ آجائے۔ اپنے اس اصول پر سختی سے کاربند رہ کر اور بے جا نرمی نہ دکھا کر وہ ضدی سے ضدی بچے کو رام کرلیا کرتی تھیں۔

چوتھا اصول یہ تھا کہ وہ تمام بچوں کو ایک نظر سے دیکھا کرتی تھیں۔ اس بات کا تو وہ خاص خیال رکھا کرتی تھیں کہ چھوٹے بچے اپنے بڑے بہن بھائیوں کا ادب کریں لیکن وہ خود اُن کے ساتھ محبت پیار کے سلوک میں چھوٹوں اور بڑوں کے درمیان کوئی تفریق روا نہ رکھتی تھیں تاکہ کسی بچے میں احساس کمتری پیدا نہ ہونے پائے۔ بچوں کے آپس کے جھگڑوں کا ایسا فیصلہ فرماتیں کہ جھگڑنے والے دونوں بچے اپنی اپنی جگہ خوش ہوجاتے۔

پانچواں اصول یہ تھا کہ بچوں کی خاطر خواہ تربیت کے لئے ماں باپ کا ایک دوسرے کے ساتھ مثالی سلوک ہونا ازبس ضروری ہے۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ جو میاں بیوی ایک دوسرے کا احترام نہیں کرتے وہ اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر ہی نہیں سکتے۔ ہمارے والدین کا ایک دوسرے کے ساتھ سلوک اس درجہ مثالی تھا کہ دوسرے گھرانے اس ضمن میں ہمارے گھر کا بطور مثال تذکرہ کیا کرتے تھے۔

۞ 1940ء میں میری شادی کردی گئی۔ میری اہلیہ سلیمہ بیگم میری پھوپھی زاد تھیں اور رشتہ میں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی بھتیجی تھیں۔ اس شادی کا بظاہر کوئی امکان نہ تھا اس لئے کہ وہ مجھ سے عمر میں تین سال بڑی تھیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ کی تجویز سے یہ رشتہ طے ہوا۔

شادی کو بمشکل دو سال ہی ہوئے تھے کہ حضرت والد صاحب نے اپنی ساری اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف کردیا۔ مَیں اُس وقت اکاؤنٹنٹ جنرل سنٹرل ریونیوز کے دفتر میں ایک روشن مستقبل کا تانا بانا تیار کررہا تھا۔ مَیں نے اپنے والد صاحب کے فیصلے کو دل سے قبول کیا لیکن اس بارہ میں اپنی بیوی سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا کیونکہ اس فیصلے سے میری ہی نہیں اُن کی زندگی بھی متأثر ہونی تھی۔ وہ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھیں اور بہت ناز و نعمت میں پلی بڑھی تھیں۔ خطرہ تھا کہ اگر انہوں نے اس اقدام سے اتفاق نہ کیا تو بہت بدمزگی پیدا ہوگی اور نہ معلوم یہ عدم اتفاق کیا گُل کھلائے۔ لیکن جب میں نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے بلا تأمّل کہا کہ اس نیک کام میں دیر نہ کریں، اگرچہ مَیں آسائش کی زندگی بسر کرنا چاہتی تھی لیکن آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ وقف کے بعد جو تنگی یا مشکل پیش آئی اُسے ہنسی خوشی برداشت کروں گی اور ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کروں گی جس کا پورا کرنا ہم دونوں کی استطاعت سے بالا ہو۔

وقف کے نتیجہ میں ہمارا مالی تنگی سے دوچار ہونا لازمی تھا لیکن خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ میری یہ بندی اپنے عہد کو نبھانے میں کس قدر مستقل مزاج ہے مالی تنگی کے علاوہ اور کئی قسم کے امتحانوں میں سے اُسے گزارا۔ مثلاً پہلا امتحان تو یہی درپیش ہوا کہ زندگی وقف کرنے کے بعد قریباً تین سال بعد مجھے بلایا گیا جب مَیں ڈویژنل اکاؤنٹنٹ کی پُرکشش پوسٹ پر متعین ہونے کے مرحلہ تک جا پہنچا تھا۔ اُس وقت میرے قدموں میں وقتی طور پر خفیف سی ڈگمگاہٹ تو ضرور پیدا ہوئی لیکن بحمد اللہ تعالیٰ جلد ہی سنبھل گیا لیکن سلیمہ بیگم نے کسی ہچکچاہٹ کے بغیر کہا کہ ہمیں جلد از جلد قادیان پہنچنے کی فکر کرنی چاہئے۔

سلیمہ بیگم کو دوسرا ابتلاء اولاد کی بیماری ہی نہیں بلکہ بیمار اولاد کی شکل میں آیا۔ زندگی وقف کرنے سے قبل ہمارے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بہت پیاری بچی تھی لیکن زندگی وقف کرنے کے بعد اسے ایک لاعلاج مرض لاحق ہوگیا اور وہ معذور ہوتی چلی گئی۔ پھر ایک بیٹی اَور پیدا ہوئی جو ایک سال تک مختلف عوارض میں مبتلا رہ کر فوت ہوگئی۔ نظر یہی آرہا تھا کہ آئندہ بھی ایسی ہی کمزور اولاد پیدا ہوگی۔ اس کے باوجود میری بیوی نے قادیان سے بلاوا آنے پر کہا کہ ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں غربت کی زندگی اختیار کرنے کو ترجیح دے رہے ہیں وہ خود ہمارے اخراجات کا کفیل ہوگا اور وہ ہمیں صحت مند اولاد عطا کرنے پر بھی قادر ہے۔ میری بیوی نے وقف کا عہد نبھانے میں بہت خوشدلی سے میرا پورا ساتھ دیا۔ علاوہ مالی تنگی برداشت کرنے کے انہوں نے بیمار اولاد کے علاج اور تیمارداری میں بہت محنت اٹھائی اور ان کی صحت یابی کے لیے بہت رو رو کر دعائیں کیں۔ آخر اللہ تعالیٰ کا جوش رحم میں آیا اور ایک دائم المرض بیٹے سلمان احمد خاں کو معجزانہ طور پر شفا عطا ہوئی اور پھر مزید تین صحت مند بیٹے بھی عطا ہوئے۔ گو ایک بیٹا فوت بھی ہوا تاہم صبر کا دامن انہوں نے ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

وقف کے بعد میری ڈیوٹی ایسی تھی کہ دن رات لکھنے پڑھنے میں مصروف رہنا پڑتا تھا اور اتنا وقت نہیں بچتا تھا کہ میں گھر کے کام کاج میں اپنی بیوی کا ہاتھ بٹاتا اور بیمار بچوں کے علاج معالجے اور تیمارداری میں حصہ لیتا۔ یہ سارے کام انہوں نے تن تنہا سرانجام دیئے۔ اُن کی زندگی گھرداری، ہسپتال کے چکّروں، تیمارداری کی مشقتوں نیز دعاؤں اور عبادتوں سے عبارت تھی۔ دنیا کی کسی دلچسپی یعنی سیر و تفریح یا ضیافتوں اور شادیوں وغیرہ میں شرکت سے انہیں کوئی علاقہ نہ تھا۔ 43 سال تک معذور بیٹی کی خدمت کرتی رہیں۔

غرباء کے دکھ درد بانٹ کر خوش ہونا اور اسی میں راحت پانا اُن کی فطرت میں داخل تھا۔ دیہات کی غریب خواتین ان کے پاس کثرت سے آتیں۔ یہ اُن کے دکھ درد سنتیں اور استطاعت کے مطابق مدد کرتیں۔ غریب عورتیں چوری کے ڈر سے زیور یا رقم ان کے پاس رکھوا جاتیں۔ وہ اِن کی بہت حفاظت کرتیں اور مطالبہ پر فوراً لَوٹا دیتیں۔ ایسی ہی غریب عورتوں میں سے ایک بیوہ عورت راحمو نامی تھی۔ اُس کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ وہ گولبازار میں پرچون کی دکانوں پر گندم صاف کرکے اپنے بچوں کا پیٹ پالتی تھی۔ میری بیوی نے اُسے کہہ رکھا تھا کہ وہ دوپہر کو ہمارے گھر آکر آرام کرلیا کرے۔ وہ اس قدر غریب اور مسکین تھی کہ اکثر دوپہر کو کھانے کے لئے اس کے پاس کچھ نہ ہوتا اور بھوکی ہی لیٹ رہتی۔ میری بیوی اُس کی حالت سے اندازہ لگالیتیں اور روٹی پکا کر اُسے کھانا کھلاتیں۔ محنت کرکر کے اور بھوکی رہ رہ کر وہ بیمار رہنے لگی۔ میری بیوی نے اس کا ہسپتال میں بہت علاج کروایا مگر وہ جانبر نہ ہوسکی۔ مرتے وقت اس نے وصیت کی کہ میری ربوہ والی بہن کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ وہ میرے کفن دفن میں ضرور شریک ہو۔ چنانچہ اطلاع ملنے پر میری اہلیہ اس کے گھر گئیں، حسب توفیق مدد کی اور پھر اُس کے بچوں کی اس وقت تک خبرگیری کرتی رہیں جب تک کہ وہ اپنے گھربار کے نہ ہوگئے۔

میری بیوی کی ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ پکی موحّد تھیں۔ اپنی بیمار اولاد کے علاج کے سلسلہ میں وہ دواؤں کے علاوہ بہت دعائیں کرتیں اور بزرگوں سے کرواتیں۔ وہ شافی مطلق صرف خدا تعالیٰ کو سمجھتیں۔ دیہاتی اَن پڑھ عورتیں اِن کے پاس کثرت سے آتیں اور اکثر اِن سے کہتیں کہ فلاں گاؤں میں فلاں ولی کے مزار پر منّت مان تیرے بچے کو شفا ہوجائے گی۔ میری بیوی اُنہیں سمجھاتیں کہ یہ باتیں شرک ہیں، زندگی اور موت خدا کے اختیار میں ہے، وہ چاہے تو قریب المرگ کو بھی زندگی سے مالا مال کرسکتا ہے۔ صرف اُسی سے دعا کرنی چاہئے، اسے منظور ہوگا تو میرے بچے کو ضرور شفا ہوجائے گی۔ ایک دفعہ ایک عورت ازراہ ہمدردی کسی مزار کی مٹی لائی اور بہت منّت سماجت کی کہ اس مٹی کا لیپ اپنے بیمار بیٹے کے ماتھے پر کردے یہ ٹھیک ہوجائے گا۔ میری بیوی نے کہا اِدھر کی دنیا اُدھر ہوجائے مَیں اس شرک کی ہرگز مرتکب نہیں ہوں گی۔ میرے بیٹے کو شفا عطا کرے گا تو صرف خدا عطا کرے گا ورنہ یہ خدا کی امانت ہے جب چاہے وہ واپس لے لے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کے حضور اس درد سے دعائیں کیں کہ بے حال ہوگئیں۔ آخر خواب میں دیکھا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں درود پڑھ پڑھ کر دَم کیا کرو بچہ صحت یاب ہوجائے گا۔ چنانچہ میری بیوی نے اس ہدایت پر بھی عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُس بچے کو معجزانہ شفا عطا فرمائی۔ پھر اُسے کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود یورپی بنک میں اعلیٰ مرتبہ پر فائز کیا۔ بعد ازاں 43 سال کی عمر میں اُسے خدا نے اپنے پاس بلا لیا تو میری بیوی نے اُس کی وفات پر بھی کمال صبر کا نمونہ دکھایا۔

سلیمہ بیگم کی ایک خوبی جھوٹ سے شدید نفرت تھی۔ سچی اور حق بات کے اظہار سے وہ رُک نہیں سکتی تھیں اور جھوٹ کی تائید کرنا ان کے لئے ممکن ہی نہیں تھا۔ چنانچہ کئی لوگ اُن سے ناراض ہوجاتے تھے لیکن سچ بولنے کے معاملہ میں انہوں نے کسی کی ناراضگی کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ 1953ء کے فسادات کے وقت جب کرشن نگر میں ہمارے گھر پر حملہ ہوا اور ہزاروں لوگ دروازہ توڑ کر اندر داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے تو خاندان کے اکثر افراد صحن میں جمع ہوگئے۔ چھوٹے بچے بڑوں کی ٹانگوں سے لپٹ لپٹ کر رو رہے تھے۔ ایک کہرام مچا ہوا تھا۔ ہم سب کمال بے بسی کے عالم میں دعاؤں میں مصروف تھے۔ مکان کی بالائی منزل میں رہنے والوں نے اوپر سے پکار پکار کر التجا کی کہ تم وقتی طور پر محض زبان سے اپنے احمدی نہ ہونے کا اعلان کردو تو تم سب کی جانیں بچ جائیں گی۔ ہم سب نے ایسا کرنے سے صاف انکار کردیا۔ اُس وقت میری بیوی نے للکار کر کہا: یہ ایمان کا معاملہ ہے ایسی بات اپنی زبان سے پھر نہ کہیں، اپنی ہمدردی اپنے پاس رکھیں اور ہمیں مرجانے دیں۔ اور ساتھ ہی روتے اور بلکتے ہوئے بچوں کو مخاطب کرکے کہا: بچو مت روؤ۔ ہمارا خدا قادر خدا ہے، وہ قادر مطلق ہے، ہم مظلوم ہیں اور وہ ظالموں کے پنجہ سے ہمیں ضرور نجات دے گا۔ میری بیوی نے یہ الفاظ اس قدر گرجدار آواز میں کہے کہ بالائی منزل سے جھانکنے والوں اور باہر کھڑے حملہ آوروں نے بھی انہیں سنا اور وہ کسی قدر دھیمے پڑ گئے۔ اُس لمحے ایک پہلوان نما بوڑھا بابا تولا آگے آیا اور اس نے حملہ آوروں کو بہت لعن طعن کی اور کہا او بے غیرتو! تمہیں عورتوں اور بچوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے شرم نہیں آتی، خبردار کسی نے کسی عورت یا بچے کو ہاتھ بھی لگایا۔ دراصل ایک اعلیٰ افسر نے اُسے بھیجا تھا کہ وہ کسی طرح عورتوں اور بچوں کو نکال کر اُن کے گھر لے آئے وہ اور اُن کے بیٹے لائسنس یافتہ اسلحہ سے ان کی پوری حفاظت کریں گے۔ چنانچہ مکان کی عقبی دیوار کے ساتھ سیڑھی لگا کر وہ عورتوں اور بچوں اور دو مردوں کو وہاں سے نکال کر لے گیا اور انہیں اعلیٰ افسر کے مکان میں جس کے دروازوں پر لوہے کے مضبوط جنگلے لگے ہوئے تھے پہنچا دیا۔ اس کے بعد مجمع یہ کہتا ہوا منتشر ہوگیا کہ رات کو ہم مرزائی مکینوں کو موت کے گھاٹ اتار کر مکان کو آگ لگا دیں گے۔ لیکن رات سے پہلے پہلے شہر میں کرفیو لگ گیا اور حملہ آوروں کا منصوبہ خاک میں مل کر رہ گیا۔ دو روز بعد امن بحال ہونے پر بابا تولا اپنی نگرانی میں ہمیں واپس لے آیا اور اردگرد کے تمام لوگوں سے کہا کہ یہ لوگ خدا کے بعد اب میری حفاظت میں ہیں۔ اگر کسی نے ان کی طرف ٹیڑھی نظر سے بھی دیکھا تو پھر مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔

میں اپنے ذاتی مشاہدہ کی بناء پر اعلیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ وہی واقفین زندگی وقف کے عہد کو نبھانے میں کامیاب ہوتے ہیں جن کی بیویاں اپنے عمل و کردار سے ثابت کردکھاتی ہیں کہ وہ بھی اپنے شوہروں کے شانہ بشانہ اپنی دنیوی ضروریات اور خواہشات کو قربان کرنے کے لئے ہردم تیار ہیں۔ میں متعدد ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جنہوں نے بڑے اخلاص کے ساتھ اپنی زندگیاں وقف کیں لیکن اپنی بیویوں کے عدم تعاون کی وجہ سے وہ وقف کو نبھا نہ سکے اور اُن کی بیویوں نے انہیں پھر دنیا کمانے پر مجبور کر چھوڑا۔ انہوں نے پھر دنیا کمائی اور خوب کمائی لیکن وہ ایک دائمی خلش سے چھٹکارا نہ پاسکے۔

میری باصلاحیت اور قربانی کا اعلیٰ نمونہ دکھانے والی یہ اہلیہ 3؍مارچ 2005ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں۔

ماہنامہ ''النور'' امریکہ اگست و ستمبر 2010ء میں شہدائے لاہور کی یاد میں مکرم محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

نظر نہ پھیریں گے اُس حُسنِ بے مثال سے ہم
نہ اُٹھ سکیں گے کبھی سجدۂ وصال سے ہم
کیا ہے جس نے ہمارے ہی خونِ دل سے وضو
گزر کے آئے ہیں اس جادۂ کمال سے ہم
سمجھتا کیا ہے کہ خالی رہے گا کاسۂ زخم
بھریں گے اس کو کسی دردِ لازوال سے ہم
وہ ایسی نظرِ عنایت ہے تھک نہیں سکتی
وہ بے خودی ہے کہ رُکتے نہیں سوال سے ہم

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

December 04, 2015 – December 10, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday December 04, 2015

00:20 World News
00:40 Tilawat: Surah Taa'haa, verses 66-77 with Urdu translation.
01:00 Dars-e-Malfoozat: 'Ways of knowing God'.
01:10 Yassarnal Quran: Lesson no. 39.
01:30 Tabligh Seminar Germany: Rec. June 29, 2013.
02:30 Spanish Service: Programme no. 19.
03:00 Pushto Muzakarah
03:50 Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Baqarah, verses 164-174 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 19. Rec. November 16, 1994.
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 245.
06:00 Tilawat: Surah Taa'haa, verses 78-90 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'importance of remembrance of Allah'.
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 40.
06:55 Reception In Singapore: Recorded on September 26, 2013.
07:55 Kasauti
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on November 28, 2015.
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 71.
11:35 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 26-47.
11:45 Seerat-un-Nabi: The topic of 'women'.
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondhane: Rec. November 26, 2015.
15:40 Introduction To Waqfe Jadid
16:00 Dars-e-Malfoozat [R]
16:20 Friday Sermon [R]
17:45 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
19:45 World News
20:00 Reception In Singapore [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday December 05, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Quran
01:00 Reception In Singapore
02:00 Dars-e-Malfoozat
02:10 Friday Sermon: Recorded on December 04, 2015.
03:20 Rah-e-Huda: Recorded om November 28, 2015.
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 246.
06:00 Tilawat: Surah Taa'haa, verses 91-105 with Urdu translation.
06:10 Dars Majmooa Ishteharaat: Writings and announcements made by the Promised Messiah (as), which were published in the newspapers.
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 11.
07:00 Ansarullah Ijtema UK: Rec. October 03, 2010.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: Programme no. 38.
09:00 Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 48-75.
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00 Shotter Shondane
15:05 Spotlight
16:00 Live Rah-e-Huda
17:45 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
19:50 World News
20:10 Ansarullah Ijtema UK [R]
21:00 Rah-e-Huda [R]
22:30 Story Time [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday December 06, 2015

00:05 World News
00:20 Tilawat
00:30 Dars Majmooa Ishteharaat
00:50 Al-Tarteel
01:20 Ansarullah Ijtema UK
02:30 Story Time
02:50 Friday Sermon: Recorded on December 04, 2015.
04:00 Spotlight
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 247.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 1-16 with Urdu translation.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: Prog. no. 23.
06:40 Yassarnal Quran: Lesson no. 40.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat And Lajna: Recorded on October 07, 2013.
07:55 Faith Matters: Programme no. 182.
08:55 Question And Answer Session
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on August 15, 2014.
12:05 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 76-91.
12:15 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain: Prog. no. 23.
12:40 Yassarnal Quran [R]
13:00 Friday Sermon [R]
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat And Lajna [R]
16:10 Ashab-e-Ahmad: An Urdu discussion about the lives of the companions of the Promised Messiah (as).
16:40 Introduction To Waqfe Jadid
17:00 Kids Time: Programme no. 20.
17:35 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat And Lajna [R]
19:30 Live Beacon Of Truth
20:35 One Minute Challenge
21:15 Ashab-e-Ahmad
22:00 Friday Sermon [R]
23:05 Question And Answer Session [R]

Monday December 07, 2015

00:10 World News
00:25 Tilawat
00:40 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:05 Yassarnal Quran
01:30 One Minute Challenge
02:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat And Lajna
03:05 Ashab-e-Ahmad
03:40 Friday Sermon: Recorded on December 04, 2015.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 248.
06:00 Tilawat: Surah Taa'haa, verses 122-136 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: 'To bow in front of God'.
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 11.
06:55 Reception In Melbourne: Recorded on October 11, 2013.
08:00 International Jama'at News
08:40 Seerat Hazra Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 08, 1997.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on July 10, 2015.
11:25 Taqareer
12:00 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 92-113.
12:10 Dars-e-Malfoozat
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on January 15, 2010.
14:00 Shotter Shondhane: Rec. November 28, 2015.
15:00 Taqareer [R]
15:30 Medical Matters
16:05 Rah-e-Huda: Recorded on December 05, 2015.
17:35 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:25 Reception In Melbourne [R]
19:30 Somali Service: Programme no. 24.
20:15 Dars-e-Malfoozat [R]
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:15 Taqareer [R]
23:35 Seerat Hazra Masih-e-Ma'ood [R]

Tuesday December 08, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:15 Reception In Melbourne
02:20 Kids Time
02:55 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
03:15 Friday Sermon: Recorded on January 15, 2010.
04:25 Medical Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 249.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 1-16 with Urdu translation.
06:15 Dars Majmooa Ishtehara'at
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 41.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat And Lajna: Recorded on October 07, 2013 in Australia.
08:00 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 11.
08:30 Australian Service
09:00 Question And Answer Session: Recorded on March 19, 1994.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on December 04, 2015.
12:05 Tilawat: Surah Al-Hajj, verses 1-16.
12:15 Dars Majmooa Ishtehara'at [R]
12:35 Yassarnal Quran [R]
13:00 Faith Matters: Programme no. 182.
14:00 Shotter Shondhane
15:00 Spanish Service: Programme no. 04.
15:40 Aao Urdu Seekhain [R]
16:00 Press Point
17:00 Ice Fishing In Canada
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat And Lajna [R]
19:10 Noor-e-Mustafwi: Programme no. 33.
19:25 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on December 04, 2015.
20:30 Aao Urdu Seekhain [R]
21:00 Press Point [R]
22:00 Faith Matters [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday December 09, 2015

00:00 World News
00:15 Tilawat
00:25 Dars Majmooa Ishteharaat
00:50 Yassarnal Quran
01:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat And Lajna
02:35 Aao Urdu Seekhain
03:00 Press Point
04:05 Story Time: Programme no. 40.
04:25 Australian Service
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 250.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 17-31 with Urdu translation.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: Prog. no. 07.
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 11.
07:00 Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on December 28, 2010.
08:00 Muslim Scientists
08:15 Adaab-e-Zindagi
09:00 Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on December 04, 2015.
12:05 Tilawat: Surah Al-Hajj, verses 17-31.
12:20 Aao Husne Yar Ki Batain Karain [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on October 09, 2009.
14:00 Shotter Shondhane: Rec. November 29, 2015.
15:05 Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 82.
15:40 Kids Time: Programme no. 20.
16:15 Muslim Scientists
16:30 Faith Matters: Programme no. 181.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Qadian Address [R]
19:30 French Service: Programme no. 22.
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:35 Aadab-e-Zindagi
22:10 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday December 10, 2015

00:10 World News
00:30 Tilawat
00:45 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana Qadian Address
02:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:05 Aadab-e-Zindagi
03:55 Faith Matters
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 251.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 32-45 with Urdu translation.
06:10 Yassarnal Quran: Lesson no. 41.
06:40 Reception In Sydney: Rec. October 18, 2013.
07:50 Beacon Of Truth: Rec. November 18, 2015.
08:55 Tarjamatul Quran Class: Surah Al- Baqarah verses 175-183, recorded on November 17, 1994
10:00 Indonesian Service
11:00 Japanese Service
12:00 Tilawat: Surah Al-Hajj, verses 32-47.
12:15 Dars-e-Malfoozat
12:30 Yassarnal Quran [R]
12:55 Beacon Of Truth
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on December 04, 2015.
15:05 Aao Urdu Seekhain
15:20 Masih Hindustan Main
15:55 Persian Service: Programme no. 47.
16:25 Tarjamatul Quran Class [R]
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:15 Reception In Sydney [R]
19:30 Live German Service
20:35 Faith Matters: Programme no. 182.
21:35 Tarjamatul Quran Class [R]
22:50 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 04 December , 2015 | Issue No. 49

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جاپان 2015ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تیسری مرتبہ جاپان میں ورود مسعود

اس دورہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جاپان میں جماعت احمدیہ مسلمہ کی پہلی مسجد 'مسجد بیت الاحد' کا افتتاح فرمائیں گے۔

ٹوکیو (جاپان) میں شنٹوازم کی مشہور عالم Meiji Shrine کا وزٹ۔ شرائن کی انتظامیہ کی طرف سے حضور انور کا پُرتپاک استقبال۔ اور حضور انور کے اعزاز میں ایک تقریب کا انعقاد۔ اور Meiji Kinekan میں تقریب عشائیہ۔

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

16/نومبر 2015ء بروز سوموار اور 17/نومبر 2015ء بروز منگل

آج کا دن بھی جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک انتہائی اہمیت کا حامل اور مبارک دن ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جاپان (Japan) کے لئے اپنا تیسرا سفر اختیار فرمایا۔

سال 2006ء میں سنگاپور، آسٹریلیا، فجی اور نیوزی لینڈ کا دورہ مکمل کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 8 مئی تا 15 مئی 2006ء جاپان کا پہلا دورہ فرمایا تھا۔

پھر سال 2013ء میں سنگاپور، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کا دورہ مکمل کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 5 نومبر تا 12 نومبر 2013ء جاپان کا دوسرا دورہ فرمایا تھا۔

ملک جاپان کے اس تیسرے سفر کی ایک انتہائی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ملک جاپان کی سرزمین پر تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد ''مسجد بیت الاحد'' کا افتتاح ہوگا۔ اس تاریخی موقع میں شرکت کے لئے دنیا کے مختلف ممالک سے جن میں انڈونیشیا، ملائشیا، کوریا، آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا، یوکے، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، کانگو، شارجہ اور دبئی شامل ہیں بڑی تعداد میں احباب جماعت جاپان پہنچ رہے ہیں اور یہ سبھی مسجد کے افتتاح کی اس مبارک تقریب میں شمولیت کی سعادت پائیں گے۔

برطانیہ سے روانگی

جاپان کے اس بابرکت سفر کا آغاز 16 نومبر 2015ء بروز سوموار کو ہوا جب صبح آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مسجد فضل لندن میں جمع تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئرپورٹ پر آمد سے قبل سامان کی بکنگ، بورڈنگ کارڈ کے حصول اور امیگریشن کی کارروائی ایک خصوصی انتظام کے تحت مکمل ہو چکی تھی۔ سوا نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ پروٹوکول آفیسر نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور سپیشل لاؤنج میں تشریف لے آئے۔

مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے، مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص اور بعض دیگر احباب ایئرپورٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے ساتھ آئے تھے۔ مکرم امیر صاحب یوکے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور حضور انور کو الوداع کہا۔

قریباً ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہونے کے لئے لاؤنج سے روانہ ہوئے۔ حضور انور کی گاڑی ایک خصوصی انتظام کے تحت جہاز کے قریب لائی گئی اور پروٹوکول آفیسر حضور انور کو جہاز میں سوار کروا کر واپس گئی۔ برٹش ایئرویز کی پرواز BA0007 دس بجکر پچاس منٹ پر ہیتھرو (Heathrow) ایئرپورٹ لندن سے جاپان کے Haneda ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوئی۔

جاپان میں ورود مسعود

گیارہ گھنٹے 40 منٹ کی مسلسل پرواز کے بعد اگلے روز یعنی 17 نومبر بروز منگل جاپان کے مقامی وقت کے مطابق صبح سات بجکر چالیس منٹ پر جہاز ٹوکیو (جاپان) کے Haneda انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم تیسری بار جاپان کی سرزمین پر پڑے۔

ٹوکیو جاپان کے دو انٹرنیشنل ایئرپورٹ ہیں۔ Haneda اور Narita۔ یہ دونوں انٹرنیشنل ایئرپورٹ دنیا کے مصروف ترین ہوائی اڈّوں میں شمار ہوتے ہیں۔

جاپان کا وقت برطانیہ کے وقت سے نو گھنٹے آگے ہے۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز سے باہر تشریف لائے تو وزارت خارجہ کے تحت دو پروٹوکول آفیسرز نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید

کہا اور حضور انور کا استقبال کیا اور ایک سپیشل کاؤنٹر پر امیگریشن کی کارروائی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ایئرپورٹ سے باہر تک چھوڑنے آئے جہاں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق نیشنل صدر و مبلغ انچارج مکرم انیس احمد ندیم صاحب نے اپنی عاملہ کے ممبران کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ صدر لجنہ اماء اللہ جاپان محترمہ امۃ المصوّر Kitaka صاحبہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی کو خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر ایک طفل عزیزم فروان احمد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اور عزیزہ سکینہ احمد نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی کی خدمت میں پھول پیش کئے۔

ٹوکیو (Tokyo) میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہائش کا انتظام ہوٹل Hilton (Daiba) میں کیا گیا تھا۔ ایئرپورٹ سے روانہ ہو کر آٹھ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہوٹل تشریف آوری ہوئی جہاں مقامی احباب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ ہوٹل کے جنرل مینجر نے ہوٹل کے سٹاف کی طرف سے حضور انور کا استقبال کیا اور حضور انور کے رہائشی اپارٹمنٹ تک ساتھ چھوڑنے آئے۔

جاپان کے اس سفر کے دوران فلائٹ کا شیڈول لندن سے روانگی اور جاپان آمد کے اوقات ایسے تھے کہ پانچ نمازیں جہاز میں ہی ادا کرنا پڑیں۔ برطانیہ کے وقت کے مطابق پونے گیارہ بجے جہاز کی روانگی ہوئی تو ایک اور دو بجے کے درمیان نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ پھر غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔ پھر اگلے روز صبح سات بجکر 40 منٹ پر جہاز نے لینڈنگ کی۔ اس سے قریباً دو گھنٹہ قبل نماز فجر ادا کی گئی۔ تو اس طرح ایک ہی سفر کے دوران پہلی مرتبہ پانچ نمازوں کی ادائیگی کا وقت جہاز میں آیا۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کا انتظام ہوٹل کے ایک ہال میں کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

Meiji Shrine کا وزٹ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں ایک تقریب

آج پروگرام کے مطابق جاپان کے ایک بزنس مین Sata صاحب نے جو ہمارے دوست ہیں اور بااثر شخصیت ہیں Meiji Shrine کے وزٹ اور وہاں حضور انور کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کیا تھا۔

Meiji Shrine شنٹوازم (Shintoism) کا مقدّس ترین مقام ہے۔ جدید جاپان کے بانی Meiji بادشاہ سے منسوب یہ شرائن جاپان کی بادشاہی شرائن سمجھی جاتی ہے۔ 170 ایکڑ کے رقبہ پر پھیلی ہوئی اس شرائن کو جاپانی مذہب شنٹوازم میں سب سے بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

جاپانی مذہب میں فطرت اور فطرتی، قدرتی مظاہر کی عبادت کی جاتی ہے۔ اس لئے یہ شرائن (Shrine) طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کھلتی ہے۔

یہ شرائن جاپان کے مذہب اور ثقافت کا Symbol (علامت) سمجھی جاتی ہے۔ جاپان کا دورہ کرنے والے خاص سربراہان مملکت اپنے دوروں کا آغاز

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں